ماہنامہ

# انصار اللہ

ربوہ

مارچ ۱۹۹۸ء

(ایڈیٹر)
نصر اللہ خاں ناصر

# متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاثیر

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”خداوند کریم نے اسی رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضّلات اور احسانات اور یہ سب تلطّفات اور توجّہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیُمنِ متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۴۵۔۶۴۶ حاشیہ نمبر ۱۱)

☆ ☆ ☆

9/3/98


احمدی انصار کی تربیت کے لئے

# ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

امان ۱۳۷۷ ہش

مارچ ۱۹۹۸ء



ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر



پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ


## اِس شمارہ میں




جلد نمبر ——— ۳۹

شمارہ نمبر ——— ۳


## شرح چندہ

پاکستان ——— ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ——— چھ روپے

## اداریہ

# سلسلہ عالیہ احمدیہ اور نصرت الٰہی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین حق کی زبوں حالی کے دور میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے براہین احمدیہ تصنیف فرما کر مذاہب باطلہ کے چومکھی حملوں کا کامیاب دفاع کیا۔ آپ نے دین حق کی عظمت، قرآن شریف کی حقانیت اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کیا تو اہل اللہ کی نگاہیں آپ کے مبارک وجود پر مرتکز ہوئیں اور انہوں نے آپ کے تجدید واحیاء دین کے عظیم الشان کارنامے کا اعتراف کیا اور برملا یہ اعلان کیا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

براہین احمدیہ کی تالیف و اشاعت کے دور میں آپ کو ماموریت کا الہام بھی ہوا چنانچہ آپ سے عقیدت رکھنے والے احباب نے بیعت لینے کی درخواست بھی کی مگر آپ نے اذن الٰہی نہ ہونے کے باعث بیعت نہ لی جبکہ آسمانی تقدیر آپ پر یہ ذمہ داری ڈال رہی تھی اور آپ کا یہ دیرینہ کشف

"ایک باغ لگایا جارہا ہے اور میں اس کا مالی مقرر ہوا ہوں" (حیات احمد جلد سوم)

اس طرف اشارہ کر رہا تھا۔

پھر ایک اور رویاء میں ایک محیی کا تعین بھی آپ کی ذات اقدس پر ہو گیا۔ اور "ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ" کے الفاظ میں یہ واضح ہو چکا تھا کہ یہی وہ امام آخرالزمان ہے اگرچہ اخلاص و وفا کے پیکر آپ کے گرد جمع تھے اور اس "چاند" کے گرد ہالہ کی طرح تھے۔ مگر ابھی وہ وقت نہ آیا تھا کہ عقد بیعت ظہور میں آتا ایک عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیعت لینے کا ارشاد ہوا۔ یہ ربانی ارشاد یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں یوں تھا

"اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا۔ اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔" (تبلیغ رسالت جلد اول)

یعنی جب تو عزم کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری مرضی کے تحت "نظام جماعت کی" کشتی تیار کر۔ جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر

ہے۔

حضرت اقدس کے جان نثار دوستوں میں پوری ثابت قدمی تھی وہ کسی آزمائش و ابتلا میں ڈگمگانے والے نہ تھے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے اشتہار کو پڑھکر وہ کشاں کشاں بیعت کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت اقدس لدھیانہ تشریف لے جاچکے تھے اور حضرت صوفی احمد جان......کے مکان پر فروکش تھے آپ نے ۴ مارچ ۱۸۸۸ء کو بیعت کے اغراض و مقاصد پر ایک اور اشتہار دیا۔ فرمایا

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا ایک نیک اثر ڈالے اور وہ ان کا اتفاق (دین) کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے (دین) کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ (تبلیغ رسالت جلد اول)

۴ مارچ کے اس اشتہار کے اغراض و مقاصد کے مطابق یہ الٰہی سلسلہ **۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء** (بمطابق تاریخ احمدیت) کی بیعت اولیٰ کے ذریعہ قائم ہوا۔ سب سے پہلے مبائعؓ حضرت حکیم مولانا نورالدین......(خلیفہ المسیح الاول) تھے۔ اس بیعت اولیٰ میں چالیس پاک نفوس نے عقد اخوت باندھا یہ وہ باغ تھا جس کی حفاظت کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا حضرت اقدس نے فرمایا۔

"میں حضرت قدس کا باغ ہوں جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا۔ وہ خود کاٹا جائے گا مخالف روسیاہ ہوگا اور منکر شرمسار" (نشان آسمانی)

سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہے اس کی بنیاد خود خدا نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے مخالفین اور معاندین کو حضرت اقدس نے صاف لفظوں میں متنبہ کر دیا۔

اے آنکہ سُوئے من بدویدی بصد تبر  از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

پس نادان ہے وہ جو نگاہ بد سے اس الٰہی سلسلہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے کیونکہ وہ قادر و توانا خدا کا مقابلہ کرتا ہے۔

---

## نمائندہ خصوصی کا تقرر

مکرم عبدالمالک صاحب کو علاقہ لاہور (اضلاع لاہور، اوکاڑہ، قصور، شیخوپورہ) میں ماہنامہ انصار اللہ کا نمائندہ خصوصی مقرر کیا گیا ہے۔ احباب کرام سے رسالہ کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں تعاون کی درخواست ہے۔ رابطہ کیلئے ان کا پتہ درج ہے۔ مکرم عبدالمالک صاحب۔ 109 علامہ اقبال روڈ لاہور۔5، فون نمبر 6364639

## امام الکلام

# "تجدین دین کیلئے آنے والا ۔ میں ہی ہوں"

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کیلئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ......... اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کیلئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے......غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کیلئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔"

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴،۳)

## کلام الامام

# اللہ تعالیٰ کی سنت

سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الثانی...... فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا۔ جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو۔ چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے۔ پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے منافی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظرانداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کے لئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کے لئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابل شمار زمانے تک ممتد ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حد بندی سے زیادہ ہیں۔ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعہ سے اس کی احتیاج پوری ہو سکے۔ اگر ایسا ہو تو انسان کی پیدائش ہی لغو ہو جاتی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما خلقنا السموت والارض وما بینهما لٰعبین وما خلقنٰهما الا بالحق ولٰکن اکثرهم لا یعلمون۔ (دخان رکوع ۲) یعنی ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کو یونہی بلاوجہ بطور کھیل کے نہیں پیدا کیا بلکہ ہم نے اس غیر متبدل اصول کے ماتحت پیدا کیا ہے' لیکن اکثر لوگ اس بات سے ناواقف ہیں۔

پس حقیقت یہی ہے کہ جب کبھی بھی بنی نوع انسان کی روحانی حالت گر جاتی ہے اور کسی مصلح کی محتاج ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک مصلح بھیج دیتا ہے۔ جو لوگوں کو راہ راست کی طرف لاتا ہے اور ان کی اندرونی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ گو اللہ تعالیٰ کی صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات عقلاً بھی ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو لاوارث چھوڑ دے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم میں صراحتاً بھی بیان فرما دیا ہے جیسا کہ فرمایا وان من شئی الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم (الجرع رکوع ۲) ہر ایک چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم اسے نازل نہیں کرتے مگر خاص اندازوں کے ماتحت' یعنی ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ ضرورت کے ماتحت نازل کرتا ہے نہ اس کے کام بے حکمت ہیں کہ بلا ضرورت کسی چیز کو ظاہر کرے اور نہ اس کے ہاتھ تنگ ہیں کہ ضرورت پر بھی ظاہر نہ کر سکے۔" (دعوت الامیر صفحہ ۵۰'۵۱)

## عربی منظوم کلام

وَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ جِئْتُ مِنْہُ مُجَدِّدًا ... بِوَقْتٍ اَضَلَّ النَّاسَ غُوْلٌ مُّسَخِّرُ

اور خدا کی قسم! یقیناً مَیں اس کی طرف سے مجدّد ہو کر آیا ہوں ایسے وقت میں کہ قابو کر لینے والے دیو نے لوگوں کو گمراہ کر دیا تھا

وَعَلَّمَنِیْ رَبِّیْ عُلُوْمَ کِتَابِہٖ ... وَاُعْطِیْتُ مِمَّا کَانَ یُخْفٰی وَیُسْتَرُ

مجھے میرے ربّ نے اپنی کتاب کے علوم سکھائے اور مجھے وہ علم دیا گیا جو مخفی اور مستور تھا

وَاَسْرَارُ قُرْاٰنٍ مَّجِیْدٍ تَبَیَّنَتْ ... عَلَیَّ وَیَسَّرَ لِیْ عَلِیْمٌ مُّیَسِّرُ

اور قرآن مجید کے بھید مجھ پر ظاہر ہو گئے۔ آسانی پیدا کرنے والے خدائے علیم نے میرے لئے آسانی پیدا کر دی

اَلَا اِنَّمَا الْاَیَّامُ رَجَعَتْ اِلَی الْھُدٰی ... ھَنِیْئًا لَّکُمْ بَعْثِیْ فَبَشُّوْا وَابْشِرُوْا

سُن لو! زمانہ ہدایت کی طرف لوٹ آیا۔ مبارک ہو تمہارے لئے میری بعثت۔ تم خوش ہو جاؤ اور خوشی مناؤ

وَقَدِ اصْطَفَانِیْ خَالِقِیْ وَاَعَزَّنِیْ ... وَاَیَّدَنِیْ وَاخْتَارَنِیْ فَتَدَبَّرُوْا

اور میرے خالق نے مجھے برگزیدہ کیا ہے اور مجھے عزت دی اور میری تائید کی اور مجھے چُن لیا سو تم غور کرو

وَوَاللّٰہِ مَا اَمْرِیْ عَلَیَّ بِغُمَّۃٍ ... وَاِنِّیْ لَاَعْرِفُ نُوْرَہٗ لَا اُنْکِرُ

اور اللہ کی قسم! میرا معاملہ مجھ پر مشتبہ نہیں اور یقیناً مَیں اس کے نور کو خوب پہچانتا ہوں، مَیں ناآشنا نہیں

وَمَنْ ظَنَّ ظَنَّ السَّوْءِ بُخْلًا فَقَدْ ھَوٰی ... وَکُلُّ حَسُوْدٍ عِنْدَ ظَنٍّ یُّتَبَّرُ

اور جس نے بخل کی وجہ سے بدظنّی کی تو وہ نیچے گر گیا اور بہت حسد کرنے والا ہر شخص بدظنّی کرنے پر ہلاک کیا جاتا ہے

(حمامۃ البشرٰی)

## فارسی منظوم کلام

من در حریمِ قدس چراغِ صداقتم	دستش محافظ است زہر بادِ صرصرم

مَیں درگاہِ قدس میں صداقت کا چراغ ہوں۔ اُسی کا ہاتھ ہر تیز ہوا سے میری حفاظت کرنے والا ہے

ہر دم فلک، شہادتِ صدقم ہمے دہد	زینم کُدام غم کہ زمیں گشت مُنکرم

آسمان ہر وقت میری سچائی کی گواہی دیتا ہے پھر مجھے اِس بات کا کیا غم کہ اہل زمین مجھے نہیں مانتے

واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نُوحمؑ زِکردگار	بے دولت آنکہ دُور بماند زِلنگرم!

بخدا مَیں اپنے پروردگار کی طرف سے نوح کی کشتی کی مانند ہوں بدقسمت ہے وہ جو میرے لنگر سے دُور رہتا ہے

ایں آتشے کہ دامنِ آخر زماں بسوخت	از بہرِ چارہ اش بخدا نہرِ کوثرم

یہ آگ جس نے اس آخری زمانہ کا دامن جلا دیا ہے خدا کی قسم مَیں اس کے علاج کے لئے نہرِ کوثر ہوں

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب	ہاں ملہم استم و زخداوند مُنذرم

مَیں رسول نہیں ہوں یعنی کتاب نہیں لایا ہوں۔ ہاں مُلہم ہوں اور خدا کی طرف سے ڈرانے والا

یارب بزاریم نظرے کُن بلطف و فضل	جز دستِ رحمتِ تو دگر کیست یاورم

اے میرے رَب میری گریہ وزاری کو دیکھ کر لطف و کرم کی ایک نظر کر کہ تیری رحمت کے ہاتھ کے سوا اَور کون میرا مددگار ہے

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ!	ایں است کامِ دل اگر آید میسّرم!

میری جان مصطفےٰ کے دین کی راہ میں فدا ہو۔ یہی میرے دل کا مدّعا ہے کاش میسّر آ جائے

(ازالہ اوہام - روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

# نومبائعین کیلئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پاکیزہ نصائح

مرتبہ:۔ انتصار احمد نذر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا۔" (کشتی نوح)

بیعت ایک ایسے پختہ اور مضبوط روحانی تعلق کی بنیاد ہے جو آگے چل کر تمام رشتوں سے عزیز تر رشتہ بن جاتا ہے۔ بیعت سے مراد اپنی جان کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دینا خدا کے احکام کی بجا آواری صدق سے کرنا اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کر کے اپنے اوپر ایک نیا رنگ چڑھا لینا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نئے بیعت کرنے والوں کو نصائح فرمایا کرتے تا کہ ان کے اندر نیک تبدیلی پیدا ہو۔ آپ ہدایت فرماتے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کچھ چیز نہیں جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ آپ جماعت میں نئے شامل ہونے والوں کو تقویٰ پرہیزگاری، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری توبہ اور اس پر استقامت اختیار کرنے کی تلقین فرماتے اور اس بات کی بھی ہدایت فرماتے کہ کثرت سے مجھ سے ملتے رہا کرو اور میرے پاس آؤ اور میری صحبت میں رہو تا کہ تم ایک نئے رنگ میں آجاؤ اور نیک تبدیلی تمہارے اندر پیدا ہو جائے۔ چنانچہ حضرت اقدس نے بیعت کی حقیقت کو بیان کرتے فرمایا:۔

"ان سب باتوں کے بعد میں پھر کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔" (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۸)

پھر فرمایا:۔

"واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا

عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بودو باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔" (کشتی نوح روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نومبائعین کو جو نصائح مختلف موقعوں پر کیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

## سب سے پہلی بیعت لدھیانہ کے موقعہ پر نصائح:۔

بیعت اور توبہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس نے جو نصائح فرمائیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب......... فرماتے ہیں۔

"بیعت میں جاننا چاہئے کہ کیا فائدہ ہے اور کیوں اس کی ضرورت ہے۔ جب تک کسی شے کا فائدہ اور قیمت معلوم نہ ہو تو اس کی قدر آنکھوں کے اندر نہیں سماتی جیسے گھر میں انسان کے کئی قسم کا مال و اسباب ہوتا ہے۔ مثلاً روپیہ پیسہ کوڑی لکڑی وغیرہ تو جس قسم کی جو شئے ہے اسی درجہ کی اس کی حفاظت کی جاوے گی ایک کوڑی کی حفاظت کیلئے وہ سامان نہ کرے گا جو پیسہ اور روپیہ کیلئے اسے کرنا پڑے گا اور لکڑی وغیرہ کو تو یوں ہی ایک کونہ میں ڈال دے گا۔ علیٰ ھذہ القیاس جس کے تلف ہونے سے اس کا زیادہ نقصان ہے اس کی زیادہ حفاظت کرے گا اس طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن مقرر کر لیا ہوا ہے گویا گناہ میں اس نے بودو باش مقرر کر لی ہوئی ہے اس کو وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنی پاکیزگی کو اختیار کرنا" (ملفوظات جلد اول صفحہ۲)

توبہ کو جزو بیعت قرار دیتے ہوئے حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

"یہ توبہ کی حقیقت ہے (جو اوپر بیان ہوئی) اور یہ بیعت کی جزو کیوں ہے تو بات یہ ہے کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ہے جب وہ بیعت کرتا ہے اور ایسے کے ہاتھ پر جسے اللہ تعالیٰ نے وہ تبدیلی بخشی ہو۔ تو جیسے درخت میں پیوند لگانے سے خاصیت بدل جاتی ہے اس طرح سے اس پیوند سے بھی اس میں وہ فیوض و انوار آنے لگتے ہیں (جو اس تبدیلی یافتہ انسان میں ہوتے ہیں) بشرطیکہ اس کے ساتھ سچا تعلق ہو خشک شاخ کی طرح نہ ہو اس کی شاخ ہو کر پیوند ہو جاوے۔ جس قدر یہ نسبت ہوگی اسی قدر فائدہ ہوگا۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ۳)

حضرت محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار کی بیعت کے وقت حضرت اقدس نے یہ نصیحت فرمائی کہ بیعت کے بعد تعلقات کو بڑھانا جو محبت اور اخلاص کے ہوں نہایت ضروری ہے۔

## زبانی بیعت کی کچھ حقیقت نہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء کی ایک مجلس میں فرمایا:۔

"تم لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اسی پر بھروسہ نہ کرلینا۔ صرف اتنی ہی بات کافی نہیں۔ زبانی اقرار سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک عملی طور سے اس اقرار کی تصدیق نہ کرکے دکھلائی جاوے۔ یوں زبانی تو بہت سے خوشامدی لوگ بھی اقرار کرلیا کرتے ہیں مگر صادق وہی ہے جو عملی رنگ سے اس اقرار کا ثبوت دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر پڑتی ہے۔ پس اب سے اقرار سچا کرلو اور دل کو اس اقرار میں زبان کے ساتھ شریک کرلو کہ جب تک قبر میں جاویں ہر قسم کے گناہ سے شرک وغیرہ سے بچیں گے۔ غرض حق اللہ اور حق العباد میں کوئی کمی یا سستی نہیں کریں گے اس طرح سے خدا تعالیٰ تم کو ہر طرح کے عذابوں سے بچاوے گا اور تمہاری نصرت ہر میدان میں کرے گا۔ ظلم کو ترک کرو۔ خیانت، حق تلفی اپنا شیوہ نہ بناؤ اور سب سے بڑا گناہ جو غفلت ہے اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۷۹)

اسی ضمن میں ۲۶ فروری ۱۹۰۸ء بوقت سیر ارشاد فرمایا:۔

"......اصل بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی صفائی کرنی چاہئے۔ صرف زبان سے کہہ دینا کہ میں نے بیعت کرلی ہے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ جب تک عملی طور سے کچھ کرکے نہ دکھلایا جاوے۔ صرف زبان کچھ نہیں بنا سکتی۔ قرآن شریف میں لیا ہے کہ لم تقولون مالا تفعلون۔ کبر مقتاً عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون (الصف:۳،۴) یہ وقت ہے کہ سابقون میں داخل ہو جاؤ یعنی ہر نیکی کے کرنے میں سبقت لے جاؤ۔ اعمال ہی کام آتے ہیں۔ زبانی لاف و گزاف کسی کام کی نہیں۔ دیکھو حضرت فاطمہؓ کو آنحضرت ﷺ نے کہا کہ فاطمہ اپنی جان کا خود فکر کرلے میں تیرے کسی کام نہیں آسکتا۔ بھلا خدا کا کسی سے رشتہ تو نہیں۔ وہاں یہ نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے بلکہ اعمال کی پرسش ہوگی۔ انسان میں کئی قسم کے گناہ، کسل، کبر، سستیاں اور باریک در باریک گناہ ہوتے ہیں ان سب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۵۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو اپنے اندر ایک نیک تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں کثرت جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ چار لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کرلی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے ان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاویں۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۵۴)

خدا کی نظر دلوں پر ہے نہ ظاہری قیل و قال پر بس بیعت کی برکتیں حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان صدق اور اخلاص سے اس پر کاربند ہو۔ آپ نے ۲۳ مارچ ۱۹۰۳ء دربار شام میں فرمایا:۔

"یہ بیعت اور توبہ اس وقت فائدہ دیتی ہے جب انسان صدق دل اور اخلاص نیت سے اس پر قائم اور کاربند بھی ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ خشک لفاظی سے جو حلق کے نیچے نہیں جاتی ہرگز ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہوا ہے وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے نہ کہ ظاہری قیل و قال پر۔ جس کا دل ہر قسم کے گند اور ناپاکی سے معرا اور مبرا پاتا ہے اس میں آ اترتا ہے اور اپنا گھر بناتا ہے مگر جس دل میں کوئی کسی قسم کا بھی رخنہ یا ناپاکی ہے اس کو لعنتی بناتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۸۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت میں نئے شامل ہونے والوں کو یہ نصیحت فرماتے کہ مجھ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرتے رہو اور صرف رسمی بیعت پر انحصار نہ کرو چنانچہ ۲۰ مئی ۱۹۰۴ء کو گورداسپور میں قیام کے موقعہ پر فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ یا اس کے رسول پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہری رسم کے طور پر بیعت کر لینا بالکل بے سود ہے جب تک انسان پوری طاقت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ نفس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ انسان پورے طور پر وہ حصہ لے جو روحانی زندگی کے لئے ضروری ہے....... میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے (خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے) اس کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہیں۔ لیکن یاد رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جب تک عملی رنگ سے اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون (العنکبوت:۳) یعنی کیا انسانوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم آمنا ہی کہہ کر چھٹکارا پالیں گے اور کیا وہ آزمائش میں نہ ڈالے جائیں گے۔ سو اصل مطلب یہ ہے کہ یہ آزمائش اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ایمان لانے والے نے دین کو ابھی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں؟" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۲)

## اکثر مجھ سے ملاقات کریں:۔

نئے بیعت کرنے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تاکیدی نصیحت فرماتے کہ بیعت کر کے بھول نہ جانا بلکہ اکثر ملاقات کیلئے آتے رہنا تاکہ تمہارا ایمان تازہ اور مضبوط رہے اور میری صحبت سے تم فائدہ اٹھاؤ اور اس غرض کیلئے مجھ سے ملتے رہا کرو۔ گورداسپور قیام کے موقعہ پر ہی فرمایا:۔

"آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کی طرح ہے۔ چاہیے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گر جاتی

ہے۔ جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے وہ دنیا کی پروا نہیں رکھتا۔ دنیا ہر طرح مل جاتی ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہی مبارک ہے لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے وہ ایک مردار کی طرح ہے جو کبھی سچی نصرت کا منہ نہیں دیکھتا۔ یہ بیعت اس وقت کام آسکتی ہے جب دین کو مقدم کر لیا جاوے اور اس میں ترقی کرنے کی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے جو آج بویا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے اور پھل حاصل کرنے کے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے۔ نہ زمین کو درست کرے اور نہ آبپاشی کرے اور نہ موقعہ بہ موقعہ مناسب کھاد زمین میں ڈالے نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پھل کی امید کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کا کھیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کھیت اسی کا رہے گا جو پورا زمیندار بنے گا۔ سو ایک طرح کی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس کے مقدر میں کیا ہے لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۹)

حضرت اقدس نے ۵ اپریل ۱۹۰۲ء کو بوقت شام فرمایا:۔

"اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آ سکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو۔ اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

## اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بناؤ:۔

۲۶ فروری ۱۹۰۸ء بوقت سیر فرمایا:۔

"ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۵۵)

## دین کو دنیا پر مقدم رکھو:۔

۱۴ دسمبر ۱۹۰۱ء کی ایک مجلس میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"ہمارے ہاتھ پر بیعت تو یہی کی جاتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا اور ایک شخص کو جسے خدا نے اپنا مامور کر کے دنیا میں بھیجا ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کا نائب ہے۔ جس کا نام حکم اور عدل رکھا گیا ہے۔ اپنا امام سمجھوں گا۔ اس کے فیصلے پر انشراح قلب کے ساتھ رضامند ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ عہد اور اقرار کرنے کے بعد ہمارے کسی فیصلہ پر خوشی کے ساتھ رضامند نہیں ہوتا بلکہ اپنے سینہ میں کوئی روک اور اٹک پاتا ہے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اس نے تبتل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچا جو تبتل کا مقام کہلاتا ہے' بلکہ اس کی راہ میں ہوائے نفس اور دنیوی تعلقات کی روکیں اور زنجیریں باقی ہیں اور ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا جن کو پھاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد ا صفحہ ۵۵۳)

آپ نے ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کی ایک مجلس میں اعمال سے احمدی ہونے پر گواہی دینے کا ذکر یوں فرمایا:۔

"پس تمہاری بیعت کا اقرار اگر زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائے گی۔ چاہئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ میں ہرگز یہ بات نہیں مان سکتا کہ خدا تعالیٰ کا عذاب اس شخص پر وارد ہو جس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف ہو۔ خدا تعالیٰ اسے ذلیل نہیں کرتا جو اس کی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرے۔ یہ سچی اور صحیح بات ہے مرنا تو بیشک سب نے ہے مگر یہ موتیں جو آج کل ہو رہی ہیں یہ تو ذلت کی موتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے کہ ایک ابھی دفن نہیں ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ تیار ہے۔ پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو۔ کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے تنہائی میں دعا کرو کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اپنا معاملہ صاف رکھو کہ خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہو جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو تا خدا تعالیٰ کے حضور اجر پاؤ۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۷۲)

## دین کو قبول کرنے میں دنیوی خواہشات کی ملونی نہ ہو:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرطی ایمان لانے سے منع فرمایا ہے جس میں انسان کو مدنظر خدا کی رضامندی نہ ہو بلکہ دنیوی خواہشات ہوں۔ چنانچہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۳ء قبل از عشاء فرمایا:۔

"اس شرط سے دین کو کبھی قبول نہ کرنا چاہئے کہ میں مالدار ہو جاؤں گا۔ مجھے فلاں عہدہ مل جاوے گا۔ یاد رکھو کہ شرطی ایمان لانے والے سے خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ بعض وقت مصلحت الٰہی یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان کی کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی۔ طرح طرح کے آفات' بلائیں' بیماریاں اور نامرادیاں لاحق حال ہوتی ہیں مگران سے گھبرانا

نہ چاہئے۔ موت ہر ایک کے واسطے کھڑی ہے اگر بادشاہ ہو جاوے گا تو کیا موت سے بچ جاوے گا؟ غریبی میں بھی مرنا ہے۔ بادشاہی میں بھی مرنا ہے اس لئے سچی توبہ کرنے والے کو اپنے ارادوں میں دنیا کی خواہش نہ ملانی چاہئے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۲۰)

## بیعت کے بنیادی لوازم:۔

بعض بیعت کرنے والے نووارد دین زیادہ دینی علم نہیں رکھتے تھے اس لئے شریعت کے باریک مسائل نہیں سمجھتے تھے ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے موٹے موٹے گناہوں سے بچنے کی نصیحت کی تاکہ ان سے بچ کر باریک گناہوں سے بچنے کی بھی توفیق ملے۔ چنانچہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو فرمایا:۔

"چند ایک نووارد احباب نے بیعت کی ان میں سے چند ایک نے عرض کہ کہ حضرت جی ہم قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہیں فرمایا کہ موٹے موٹے گناہوں کو تو جانتے ہو ان سے بچو' چوری نہ کرو' زنا نہ کرو' ظلم نہ کرو' کسی کا مال یا زمین نہ دباؤ' جھوٹ مت بولو' شرکت مت کرو۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اهل الجنه بلهٗ کہ جنت میں جانے والے سادے ہوتے ہیں جو بہت پڑھے ہوئے ہیں اور عمل نہیں کرتے ان کی سخت مذمت کی گئی ہے اور ان پر خدا نے لعنت بھی کی تھی۔ غریب لوگ پانصد برس پیشتر بہشت میں داخل ہوں گے۔ غریبی خوش قسمتی ہے۔ خدا کو پہچانو کہ جس کی طرف تم نے جانا ہے اور شرک سے پرہیز کرو۔ اسباب پر بھروسہ کرنے سے بچو کہ یہ بھی ایک شرک ہے جو آدمی چالاکی سے گناہ کرتا ہے اور باز نہیں آتا تو آخر خدا کا قہر ایک دن اسے ہلاک کرتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی یہی ہیں کہ خدا کے سوا اور کسی کی پوجا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اپنی عورتوں کو نصیحتیں کرو' رشوتیں نہ لو نہ دو' تکبر' گھمنڈ' غرور ان سب باتوں سے بچو' خدا کے غریب اور عاجز بندے بن جاؤ۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۵۴)

## الطریقۃ کلھا ادب:۔

جو شخص بیعت سے برکات حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عجز اور انکسار اختیار کرتے ہوئے اپنی نفسانیت کو ختم کر دے اور ادب کے طریق کو ملحوظ خاطر رکھے۔ اور ڈرتا رہے کہ کوئی بے ادبی کا کلمہ اس کے منہ سے نہ نکلے اور اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو اسے اپنی ہی سمجھ کا قصور قرار دے۔ اس مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ نے ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۳ء کی ایک مجلس میں یوں بیان فرمایا:۔

"بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔
صوفیوں نے بعض جگہ لکھا ہے کہ اگر مرید کو اپنے مرشد کے بعض مقامات پر بظاہر غلطی نظر آوے تو اسے چاہئے کہ اس کا اظہار نہ کرے اگر اظہار کرے گا تو حبط عمل ہو جاوے گا (کیونکہ اصل میں وہ غلطی نہیں ہوتی صرف

اس کے فہم کا اپنا قصور ہوتا ہے) اسی لئے صحابہ کرامؓ کا دستور تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس طرح سے بیٹھتے تھے جیسے سر پر کوئی پرندہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان سر اوپر نہیں اٹھا سکتا۔ یہ تمام ان کا ادب تھا کہ حتی الوسع خود کبھی کوئی سوال نہ کرتے۔ ہاں اگر باہر سے کوئی نیا آدمی آکر کچھ پوچھتا تو اس ذریعہ سے جو کچھ آنحضرتؐ کی زبان سے نکلتا وہ سن لیتے۔ صحابہ بڑے متادب تھے اس لئے کہا ہے کہ الطریقہ کلھا ادب جو شخص ادب کی حدود سے باہر نکل جاتا ہے تو پھر شیطان اس پر دخل پاتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کی نوبت ارتداد کی آ جاتی ہے۔ اس ادب کو مدنظر رکھنے کے بعد انسان کو لازم ہے کہ وہ فارغ نشین نہ ہو۔ ہمیشہ توبہ استغفار کرتا رہے اور جو جو مقامات اسے حاصل ہوتے جاویں ان پر یہی خیال کرے کہ میں ابھی قابل اصلاح ہوں اور یہ سمجھ کر کہ بس میرا تزکیہ نفس ہو گیا وہاں ہی نہ اڑ بیٹھے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۵۵)

## توبہ کر کے تم نے ایک نیا جنم لیا ہے:۔

۶ مارچ ۱۹۰۳ء کو فرمایا:۔

"آج تم لوگوں نے توبہ کی ہے اگر سچے دل سے کی ہے تو پہلے سارے گناہ معاف ہو گئے اب اس وقت سے پھر نیا حساب کتاب شروع ہو گا۔ فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ تمہارے گذشتہ اعمال نامے سب چاک کر دیویں اور تم نے اب ایک نیا جنم لیا ہے یاد رکھو کہ جیسے ایک آقا نے اپنے غلام کے بہت سے گناہ معاف کر دیئے ہوں اور اسے تاکید ہو کہ اب کرو گے تو سخت سزا ہو گی۔ پھر اگر وہ کوئی قصور کرے تو اسے سخت غصہ آتا ہے۔ ایسا ہی حال خدا کا ہے۔ خدا قہار ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی باز نہ آیا تو اس کا غضب بھڑکے گا۔ جیسے وہ ستار ہے ویسا ہی منتقم اور غیور بھی ہے۔ قرآن کو بہت پڑھو۔ نمازوں کو ادا کرو۔ عورتوں کو سمجھاؤ۔ بچوں کو نصیحت کرو۔ کوئی عمل اور بدعت ایسی نہ کرو جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ تم میں اور دوسرے لوگوں میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

## التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ:۔

جو شخص بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوتا ہے اس کی گویا ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور اگر وہ صدق دل سے اپنے اقرار بیعت پر قائم رہتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی مضمون کو ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کی مجلس میں یوں بیان فرمایا:۔

"حدیث میں آیا ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اب جو تم لوگوں نے بیعت کی تو اب خدا تعالیٰ سے نیا حساب شروع ہوا ہے۔ پہلے گناہ صدق و اخلاص کے ساتھ بیعت کرنے پر بخشے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے لیے بہشت بنا لے یا جہنم۔ انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے دوسرے عباد کے۔ پہلے میں تو اسی وقت

نقصان ہوتا ہے۔ جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کی جائے مگر دوسرے حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے رہنے کا مقام ہے۔ کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا بھی نہیں۔ ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی اور اتقا کے قائل ہو جائیں۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۷۱)

## توبہ کرنے سے انسان بلاؤں اور مصیبتوں سے بچایا جاتا ہے:۔

جو شخص سچے دل سے خدا کی طرف جھکتا ہے اور پچھلے گناہوں سے معافی مانگتا ہے تو خدا اسے اپنے حصار میں لے لیتا ہے اور اس کی ضروریات کا متکفل ہوتا ہے اور ہر قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں سے اسے بچاتا ہے۔ ۶ مارچ ۱۹۰۳ء کی ایک مجلس میں حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"جب آدمی توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ قرآن میں اس کا وعدہ ہے۔ ہر طرح کے دکھ انسان کو دنیا میں ملتے ہیں مگر جب خدا کا فضل ہوتا ہے تو ان سب بلاؤں سے انسان بچتا ہے۔ اس لئے تم لوگ اگر اپنے وعدہ کے موافق قائم رہو گے تو وہ تم کو ہر ایک بلا سے بچائے گا۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۳۸)

## یوم توبہ بہت مبارک دن ہے:۔

۲۸ اگست ۱۹۰۴ء بوقت ۷ بجے صبح بمقام لاہور فرمایا:۔

"وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے اور سب ایام سے افضل ہے کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب کیا جاتا ہے اور اس لحاظ سے یہ دن (جس میں تم میں سے بہتوں نے اقرار کیا ہے کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا) یوم توبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے اور وہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کے نیچے آگیا ہے۔ گویا کہہ سکتے ہیں کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جاوے اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو بلکہ عمل کے نیچے آجاوے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دیئے جاویں۔ بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۱۶)

## سچی بیعت سے توبہ پر استقامت ملتی ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو توبہ انسان خدا کے مامور کے ہاتھ پر کرتا ہے اس توبہ کو استقامت ملتی ہے۔ آپ نے ۲۹ ستمبر ۱۹۰۳ء دربار شام میں فرمایا:۔

"بیعت کرتے وقت یہ فیصلہ کرلینا چاہئے کہ بیعت کی کیا غرض ہے اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر محض دنیا

کی خاطر ہے تو بے فائدہ ہے لیکن اگر دین کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہے تو ایسی بیعت مبارک اور اپنی اصل غرض اور مقصد کو ساتھ رکھنے والی ہے جس سے ان فوائد اور منافع کی پوری امید کی جاتی ہے جو سچی بیعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایسی بیعت سے انسان کو دو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اس سے پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین (البقرہ: ۲۲۳) یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونیوالے ہیں......... دوسرا فائدہ اس توبہ سے یہ ہے کہ اس توبہ میں ایک قوت و استحکام ہوتا ہے جو مامور من اللہ کے ہاتھ پر سچے دل سے کی جاتی ہے۔ انسان جب خود توبہ کرتا ہے تو وہ اکثر ٹوٹ جاتی ہے۔ بار بار توبہ کرتا اور بار بار توڑتا ہے مگر مامور من اللہ کے ہاتھ پر جو توبہ کی جاتی ہے جب وہ سچے دل سے کرے گا تو چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے موافق ہوگی وہ خدا خود اسے قوت دے گا اور آسمان سے ایک طاقت ایسی دی جاوے گی جس سے وہ اس پر قائم رہ سکے گا۔ اپنی توبہ اور مامور کے ہاتھ پر توبہ کرنے میں یہی فرق ہے کہ پہلی کمزور ہوتی ہے اور دوسری مستحکم۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۳۲، ۴۳۳)

## بیعت پر استقامت کی ایک درخشندہ مثال:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں نے عظیم الشان اور بے نظیر استقامت کے نمونے دکھائے اور عہد بیعت پر قائم رہے مخالفین کی طرف سے پہنچنے والی ایذا کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور اقرار بیعت سے سرموانحراف نہ کیا۔ بیعت پر استقامت کی ایسی ہی ایک درخشندہ مثال حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید....... کا بے مثال نمونہ ہے آپ کو احمدیت قبول کرنے کی پاداش میں سنگسار کر دیا گیا آپ نے جان قربان کر دی لیکن عہد بیعت پر استقامت سے قائم رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے جو دور بیٹھے بیعت کر لیتے ہیں اور قادیان آ نہیں سکتے لیکن بیعت کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اپنی اصلاح کرتے ہیں۔ حضرت اقدس نے ۳ مارچ ۱۹۰۵ء کو قبل از نماز عصر حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید...... کا بہت محبت سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہزاروں آدمی ہیں کہ ان بیچاروں کو دنیوی مشکلات کی وجہ سے استطاعت نہ ہونے کے باعث قادیان میں آنا دشوار ہے اور انہوں نے بذریعہ خطوط ہی بیعت کی ہوئی ہے۔ بیعت کرنے سے مطلب بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہے۔ ایک شخص نے روبرو ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی اصل غرض اور غایت کو نہ سمجھا یا پروا نہ کی تو اس کی بیعت بے فائدہ ہے اور اس کی خدا کے سامنے کچھ حقیقت نہیں۔ مگر دوسرا شخص ہزار کوس سے بیٹھا بیٹھا

صدق دل سے بیعت کی حقیقت اور غرض و غایت کو مان کر بیعت کرتا ہے اور پھر اس اقرار کے اوپر کاربند ہو کر اپنی عملی اصلاح کرتا ہے وہ اس روبرو بیعت کرکے بیعت کی حقیقت پر نہ چلنے والے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ دیکھو مولوی عبداللطیف صاحب شہید اسی بیعت کی وجہ سے پتھروں سے مارے گئے ایک گھنٹہ تک برابر ان پر پتھر برسائے گئے حتیٰ کہ ان کا جسم پتھروں میں چھپ گیا مگر انہوں نے اف تک نہ کی۔ ایک چیخ تک نہ ماری بلکہ ان کو اس ظالمانہ کارروائی سے پیشتر تین بار خود امیر نے اس امر سے توبہ کرنے کے واسطے کہا اور وعدہ کیا کہ اگر تم توبہ کرو تو معاف کر دیا جاوے گا اور پیشتر سے زیادہ عزت اور عہدہ عطا کیا جاوے گا مگر وہ تھا کہ خدا کو مقدم کیا اور کسی دکھ کی جو خدا کے واسطے ان پر آنے والا تھا پروانہ کی اور ثابت قدم رہ کر ایک نہایت عمدہ زندہ نمونہ اپنے کامل ایمان کا چھوڑ گئے۔ وہ بڑے فاضل، عالم اور محدث تھے۔ سنا ہے کہ جب ان کو پکڑ کر لے جانے لگے تو ان سے کہا گیا کہ اپنے بال بچوں سے مل لو ان کو دیکھ لو مگر انہوں نے کہا کہ اب کچھ ضرورت نہیں یہ ہے بیعت کی حقیقت اور غرض و غایت۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۵۷)

## بیعت کی توفیق ملنا خدا کا احسان ہے:۔

جو شخص بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے اسے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ خدا نے اسے بیعت کرنے کی توفیق دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۳ء بوقت ظہر فرمایا:۔

"اگر کوئی شخص بیعت کر کے یہ خیال کرتا ہے کہ ہم پر احسان کرتا ہے تو یاد رکھے کہ ہم پر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس نے یہ موقعہ اسے نصیب کیا۔ سب لوگ ایک ہلاکت کے کنارے پر پہنچے ہوئے تھے۔ دین کا نام و نشان نہ تھا اور تباہ ہو رہے تھے خدا نے اس کی دستگیری کی (کہ یہ سلسلہ قائم کیا) اب جو اس مائدہ سے محروم رہتا ہے وہ بے نصیب ہے لیکن جو اس کی طرف آوے۔ اسے چاہئے کہ اپنی پوری کوشش کے بعد دعا سے کام لیوے۔ جو شخص اس خیال سے آتا ہے کہ آزمائش کرے کہ فلاں سچا ہے یا جھوٹا وہ ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ آدمؑ سے لیکر اس وقت تک کوئی ایسی نظیر نہ پیش کر سکو گے کہ فلاں شخص فلاں نبی کے پاس آزمائش کے لیے آیا اور پھر اسے ایمان نصیب ہوا ہو۔ پس چاہئے کہ خدا کے آگے روئے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر گریہ و زاری کرے کہ خدا اسے حق دکھاوے۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۸۴)

نومبائعین کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان نصائح میں ایک لائحہ عمل موجود ہے کہ وہ اپنی زندگیوں میں نیک اور پاک تبدیلی پیدا کریں اور سچی توبہ کریں اور بیعت کی توفیق ملنے پر خدا کا شکر ادا کریں اور صرف زبانی اقرار پر ہی نہ رہیں بلکہ سچے دل سے بیعت کے جملہ لوازم کو بجا ہونے کیلئے خدا سے مدد اور توفیق مانگیں۔

سیرت طیبہ

# ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

## حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت طیبہ کی چند جھلکیاں

تحریر:۔ مولانا شیخ مبارک احمد۔ واشنگٹن

مارچ کا مہینہ اور اس مہینہ کی تیئیس تاریخ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ السلام نے اس تاریخ کو بمقام لدھیانہ پہلی بیعت لیکر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس تاریخی دن کے ابتدائی وقت میں پانچ اور پھر اس دن کے سورج غروب ہونے تک چالیس سعادت مند افراد کو بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس عظیم اور تاریخی واقعہ پر ایک سو سال سے زائد کا عرصہ گزر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے سینکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت' ڈیڑھ سو سے زائد ملکوں میں توفیق مل چکی ہے اور احمدیت کا سورج ہر روز پوری آب و تاب کے ساتھ اپنی روشن شعاعوں کے دنیا سے مختلف بلاد و دیار کو منور کر رہا ہے۔ وللہ الحمد

اس کا اصل باعث حضرت بانی احمدیت کی اعلیٰ سیرت آپ کی بنی نوع انسان سے غیر معمولی ہمدردی اور مخلوق خدا کیلئے درد مندانہ دلداری۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق اور آسمانی تائیدات ہیں جن کا تذکرہ ہر سال مارچ کے مہینہ میں ۲۳ تاریخ کو خاص طور پر اور مقامی حالات کے پیش نظر قریب کی تاریخوں میں یوم مسیح موعود اہتمام اور پورے انتظام سے منایا جاتا ہے۔ اس دن کے اجتماعوں میں آپ کا ذکر خیر آپ کی سیرت اور اخلاق عالیہ اور کارہائے نمایاں کا بیان ہوتا ہے۔ ایمان افروز واقعات کو سنکر سامعین خاص روحانی اور ایمانی لذت سے سرشار ہوتے ہیں۔

**ذکر حبیب کا موضوع:۔** اس مبارک موقعہ کے مدنظر آپ کی پاکیزہ زندگی کے چند ایمان افروز واقعات کا تذکرہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یہ کوائف اور سیرت کے واقعات بالعموم ذکر حبیب کے عنوان کے تحت بیان کئے جاتے ہیں۔ مگر ذکر حبیب کا موضوع مکمل نہیں ہو سکتا جب تک یہ بیان نہ کیا جائے کہ خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کے محبوب نبی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ ذکر کس انداز میں کیا ہے۔

## حضرت اقدس سے اللہ تعالیٰ کی تائید و محبت کا تذکرہ:۔

خدا تعالیٰ نے اپنے مامور حضرت بانی احمدیت علیہ السلام کا ذکر اپنے خاص محبانہ انداز میں فرمایا۔ ۱۸۸۳ء کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الفاظ میں یاد فرمایا۔ "I Love You" (تذکرہ صفحہ ۶۱)

پھر اللہ تعالیٰ آپ سے ان الفاظ میں مخاطب ہوا۔ "I am with you" ۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۔ ۶۳) "میں تمہارے ساتھ ہوں۔" پھر الہام ہوا۔ "I Shell Help You" (تذکرہ صفحہ ۶۱۔ ۶۳) "میں تمہاری مدد کروں گا"

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ "انت امام مبارک (تذکرہ صفحہ ۶۹)

بیس فروری ۱۸۸۶ء کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح سے فرمایا:۔

خدا تیرے کام کو اس روز تک جب دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا۔ اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی و نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گیا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ متقیوں کے ایسے گروہ پر تابروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۱۴۴)

## آنحضرت کی زبان مبارک سے محبت بھرا تذکرہ:۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت مسیح موعودؑ کا جو ذکر کیا۔ قارئین اسے ملاحظہ فرمائیں۔ آنحضور ﷺ نے خاص پیار سے ذکر کیا جس کی شہادت تاریخ اسلام دے رہی ہے۔ امت محمدیہ میں دو ہی ایسی ہستیاں گذری ہیں جن تک آنحضرت ﷺ اپنا سلام پہنچانے کا ارشاد فرمایا۔ مسیح موعود کے متعلق جیسا کہ کنز العمال میں لکھا ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

فلیقرامنی السلام اے لوگو! جب مسیح موعود اور امام مہدی کا ظہور ہو تو خواہ کسی حالت میں ہو اس کے پاس پہنچو اور میرا اس تک سلام پہنچاؤ۔

پھر آنحضرت ﷺ نے اس مبارک وجود کو اپنی امت کیلئے تعویذ قرار دیا اور فرمایا

"کیف تھلک امتی انا اولھا والمسیح ابن مریم آخرھا میری امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جن کی راہ نمائی کیلئے شروع میں مجھے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور آخر میں مسیح موعود کو۔"
(جامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

# حضرت اقدس مسیح موعود کی سیرت و اخلاق عالیہ کی چند جھلکیاں

خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسولؐ کے ذکر کے بعد اب اس مبارک وجود و رسول کی سیرت اور اخلاق عالیہ کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔ جن کا مشاہدہ ایک دنیا نے کیا اور روحانی حظ سے محظوظ ہوئے۔

## ○ ذکر الٰہی:۔

حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم...... کا بیان ہے کہ حضرت اقدس کو محبت الٰہی اور ذکر الٰہی کی خاص رغبت تھی۔ اٹھتے بیٹھتے' سوتے جاگتے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر سے اپنے آپ کو سرشار رکھتے۔ رات کو جب بھی پہلو بدلتے تو سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ورد زبان ہوتا۔ تہجد اور دیگر اوقات کے نوافل کا بھی آپ خاص اہتمام فرماتے۔ محبت الٰہی کے حصول کیلئے آپ کی تڑپ آپ کے اس شعر سے ظاہر ہے۔

تیرے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں

پھر آپ کا ہر دم یہ ورد تھا۔

دردو عالم مرا عزیز توئی آنچہ مے خواہم از تو نیز توئی

حضرت اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کی تلقین بھی ہر موقع پر فرماتے۔ تا آپ کے متبعین بھی محبت الٰہی سے سرشار ہوں۔ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول سے ایک شخص نے دریافت کیا۔ حضرت مسیح موعود اپنے مریدوں کو کون سے وظائف اور اذکار کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔

"حضرت اقدس عام طور پر درود شریف استغفار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سورہ فاتحہ اور قرآن کریم کی تلاوت کا ارشاد فرماتے۔"

## ○ ذکر الٰہی اور عبادات کی تلقین:۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی روایت ہے کہ سیالکوٹ ضلع کے کسی علاقہ سے ایک نمبردار قادیان آیا اور حضرت اقدس سے بیعت ہوا اور بیعت کے بعد اس نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ "حضور اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ بتا دیں" حضرت اقدس نے فرمایا۔

"نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اس میں ساری لذات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو، صدقہ و خیرات کرو۔ درود شریف اور استغفار پڑھا کرو۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔ بنی نوع بلکہ حیوان پر رحم کرو۔ نرم مزاج بنو کیونکہ جو نرم مزاج بنتا ہے خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے۔ غرض اپنے ہاتھ سے، پاؤں سے، آنکھ وغیرہ سے اعضاء سے کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور دعائیں مانگتے رہو۔"

## ○ حق رفاقت:۔

حق رفاقت کی رعائت اور حاجتمندوں کی حاجت روائی کا آپ کو خاص خیال رہتا اور عملاً اس کے لئے کوشاں رہتے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی جو ہندوؤں سے احمدی ہوئے تھے۔ بیان کرتے ہیں۔

"کہ حضور کے دار میں کچھ تازہ تعمیر شدہ دالان میں سونے کا موقع ملا۔ شدید سردی کا موسم۔ بستر معمولی شدت سردی اور پورا بستر نہ ہونے کے باعث نیند نہ آئی۔ کروٹ لے لے کر رات گزار دی اچانک رات دو بجے کے قریب حضور کا آنا ہوا اور میری حالت کا مشاہدہ کیا اپنا پوستین ڈال کر چلے گئے۔ خوب گرم ہوا اور نیند آگئی۔ نماز صبح کے بعد جب تشریف لائے تو فرمایا:۔

"آپ نے تکلف کر کے تکلیف اٹھائی۔ بستر کم تھا تو کیوں ہم کو اطلاع نہ کی۔ شرط موت کی لگانا اور رنگ اجنبیت کا دکھانا ٹھیک نہیں۔ جب آپ نے وطن چھوڑا۔ ماں باپ چھوڑے گھر بار چھوڑا۔ سب کچھ چھوڑ کر ہمارے پاس آگئے تو آپ کی ضروریات ہمارے ذمہ ہیں۔"

حضور اقدس نے مولوی حکیم فضل دین صاحب کو تاکید کی ان کو ساتھ لے جائیں اور ان کی حسب پسند بستر آج ہی بنوا دیں۔"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی اپنی روایت ہے۔

"گرمی کا موسم تھا اہل خانہ (حضور کے اہل) لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ حضور کو ملنے اندر چلا گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا۔ اور ٹھنڈا تھا۔ چارپائی پر سو گیا۔ نیند آئی اور خوب آئی۔ حضور کچھ تصنیف فرما رہے تھے اور ٹہل رہے تھے۔ چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضور میری چارپائی کے پاس نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ محبت سے پوچھا۔ مولوی صاحب! آپ کیوں اٹھ بیٹھے! حضور نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا۔

"آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں۔ بچے شور کرتے تھے میں ان کو روکتا تھا۔ میں آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔"

قارئین اندازہ لگائیں حق رفاقت شفقت اور خدمت کا کیسا پیارا انداز ہے۔

## ○ انسانیت کی عظمت و احترام:۔

انسانیت کی عظمت و احترام کا آپ کو خاص احساس تھا اور ہر ایسے کردار کو جو انسانیت کی عظمت و احترام کے خلاف ہوتا اس سے پورے جذبہ کے ساتھ نفور کا اظہار فرماتے۔ لاہور شہر کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ جب لاہور تشریف لے گئے تو وہاں کے چند مخلص فدائیوں نے فیصلہ کیا کہ حضور جس بگھی سے تشریف لے جائیں اس بگھی کو بجائے گھوڑوں کے یہ مخلص فدائی نوجوان خود بگھی کو لے جائیں گے۔ چنانچہ محترم بابو غلام محمد صاحب جو ریلوے میں فورمین تھے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ فیصلہ کیا کہ حضور کی دو گھوڑوں والی بگھی کو کھینچ کر لے جائیں اور بجائے گھوڑوں کو جوتنے کے وہ خود جت گئے حضور نے جب دیکھا کہ نوجوان بگھی کو کھینچنے لگے ہیں تو سخت ناپسند فرمایا اور اس طریق سے روکتے ہوئے فرمایا۔

"ہم انسانوں کو حیوان بنانے کیلئے نہیں آئے بلکہ حیوانوں کو انسان بنانے کیلئے آئے ہیں۔"

حضور اقدس کے اس رد عمل کو دیکھتے ہوئے ان مخلص نوجوانوں نے گھوڑوں کو جوت دیا اور پھر آپ اس بگھی سے روانہ ہوئے۔

## ○ انسانی مساوات کا خیال:۔

حضور اقدس کی سیرت میں یہ بات بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ انسانی مساوات کا آپ کو خاص خیال رہتا۔ بلا امتیاز تمام انسانوں کو انسانیت کے لحاظ سے برابر کے انسان سمجھتے اور فرماتے۔

"میرے مرید خواہ غریب ہوں یا امیر ان سب کے ساتھ میرا ایک جیسا تعلق ہے"

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی روایت ہے کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور نے فرمایا "سب کو ایک جیسا کھانا دیا جائے" مکرم خواجہ کمال الدین صاحب جو اس مجلس میں موجود تھے کہنے لگے حضور بعض غربا کو تو دال بھی میسر نہیں ہوتی۔ دال کو ہی غنیمت سمجھتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت اقدس نے فرمایا

"دوسروں کو گوشت یا پلاؤ کھاتے دیکھ کر تو ان کے دل میں بھی خواہش ہوتی ہے کہ ہمیں بھی گوشت یا پلاؤ ملے۔ اس لئے سب کو ایک جیسا کھانا دیا جائے۔ گوشت پلاؤ دو تو سب کو دو۔ دال دو تو سب کو دو۔ میرے مرید خواہ غریب ہوں یا امیر میرا ان سب کے ساتھ ایک جیسا تعلق ہے۔" (حیات بقاپوری)

انسانیت کے احترام اور مساوات کے جذبہ سے بلاامتیاز مذہب و ملت آپ کا ہر فرد سے ہمدردی کا رویہ تھا۔ کئی بار فرمایا۔

خدا تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا چاہئے۔"

ایک موقع پر خاص جذبہ سے فرمایا: میں کسی شخص کا دشمن نہیں۔ میرا دل ہر انسان اور ہر قوم کی ہمدردی سے معمور ہے۔

ایک دفعہ بڑے درد سے اس بات کا اظہار فرمایا۔

"میں ان لوگوں کو بہت برا جانتا ہوں جو دین کی آڑ میں کسی غیر قوم کی جانی' مالی ایذا روا رکھتے ہیں۔"

حضور کا یہ دلربا وعظ ہی نہیں تھا بلکہ ساری زندگی اس کے مطابق آپ کا عمل بھی تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب جو رشتہ میں حضور کے چچا زاد بھائی تھے۔ مگر سخت مخالف اور ہر موقعہ پر اذیت پہنچانے میں مستعد۔ ہر لحہ آپ کیلئے تکلیف کا باعث بنتے انہوں نے ہی بیت کے سامنے دیوار چنوا دی تھی تا حضور کے خدام کو بیت میں آنے کی تکالیف ہو۔ کوئی موقع دیکھو اور تکلیف پہنچانے کا وہ ضائع نہ کرتے۔ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ قادیان میں اس وقت کوئی اور طبیب نہ تھا۔ مرزا نظام الدین کے عزیزوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع بھجوائی۔ باوجود سخت مخالفت کے آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ تشخیص کی مناسب علاج تجویز کیا۔ جس سے بفضل خدا فائدہ ہوا اور وہ صحت یاب ہو گئے۔ برادرانہ سلوک اور انسانیت کے جذبہ سے خدمت کا یہ کیسا شاندار مظاہرہ ہے۔ یہ سارا واقعہ حضرت اماں جان کا بیان کردہ ہے۔

## ○ دلداری اور غریب نوازی:۔

دلداری اور غریب نوازی بھی آپ کا خاص وصف تھا۔ کئی مثالیں بیان کی جا سکتی ہیں۔ نمونتہً ایک دو لکھتا ہوں۔ ایک دفعہ حضور سیر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ ایک غریب حافظ قرآن نے آپ سے مصافحہ کیا اور عرض کیا حضور ذرا کھڑا ہو جائیں۔ میں نابینا ہوں۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگا کہ میں آپ کا عاشق ہوں اور چاہتا ہوں کہ غفلت دور ہو" آپ نے فرمایا

"نماز اور استغفار دل کی غفلت کا عمدہ علاج ہے۔ نماز میں دعا کرنی چاہئے اے اللہ مجھ میں میرے گناہوں میں دوری ڈال دے۔ صدق سے دعا کرتا رہے تو یقینی بات ہے کسی وقت منظور ہو جائے۔"

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی روائت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طرز عمل سے یہ بات عام طور پر نظر آتی کہ غربا کی جماعت سے آپ بہت محبت کرتے ان کی دلداری کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ غریب بظاہر میلے کچیلے کپڑوں میں نظر آتے ہیں۔ مگر میں ان کو دیکھتا ہوں کہ خدمت دین کے جوش سے ان کے دل لبریز ہیں۔" (الحکم ۱۷ فروری ۱۹۳۶ء)

حضرت حافظ شیخ حامد علی صاحب کو حضرت اقدسؑ سے بہت ہی قریب کا مقام حاصل تھا۔ آپ نے ان کی خدمت کی قدر دانی کرتے ہوئے فرمایا۔

"جیسی خدمت شیخ حامد علی نے کی ہے وہ میری خدمت کسی دوسرے نے نہیں کی۔ ہمیشہ میرے ساتھ رہا جنت میں بھی میرے ساتھ اسی طرح ہو گا۔"

یہ خوشخبری بہت ہی کم لوگوں کو آپ کی زبان مبارک سے ملی ہے۔ اکثر سفروں میں حضور کی خدمت کیلئے ساتھ رہے۔ جب حضور دہلی شادی کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت شیخ حامد علی صاحب کو بھی حضور ساتھ لے گئے۔ ایک سفر میں حضور نے اصرار سے گھوڑی پر سوار کرا لیا اور خود حضور گھوڑی کے آگے آگے روانہ ہوئے۔ اپنے خدام کے ساتھ یہ شفقت اور سلوک۔

دلداری' غریب نوازی کا ایک اور نظارہ ملاحظہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت قریبی ساتھی حضرت منشی ظفر احمد صاحب کا بیان ہے کہ

> ایک دفعہ حضور مغرب کی نماز کے بعد بیت مبارک کی اوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت میاں نظام دین صاحب جو لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ بہت غریب' کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز آکر حضور اقدس کے قریب بیٹھنے لگے اور ہر دفعہ میاں نظام الدین صاحب کو پرے ہٹنا پڑا۔ حتی کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ آپ نے سالن کا ایک پیالہ اٹھایا اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں لیکر میاں نظام دین صاحب سے فرمایا۔
>
> "آؤ! میاں نظام دین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔"
>
> یہ فرما کر حضور اور میاں نظام الدین صاحب نے اندر اکھٹے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں سے کھانا کھایا۔ حضرت میاں نظام الدین صاحب جو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اور جو لوگ میاں نظام الدین صاحب کو عملاً پرے دھکیل کر حضور کے قریب بیٹھ گئے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔"

## ○ معاندین سے مروت:۔

حضور اقدس کا حسن سلوک اور خدمت اور ہمدردی کا رویہ اپنے خدام سے ہی نہ تھا۔ بلکہ معاندین اور خون کے پیاسے دشمنوں سے بھی آپ کا خاص مروت کا سلوک تھا اور عجیب انداز میں صبر و برداشت کا اسوہ تھا۔ لاہور شہر کا واقعہ ہے ایک مولوی آیا۔ آپ کے سامنے دو زانو بیٹھ کر گندی اور غلیظ گالیاں دیتا رہا اور دیتا چلا گیا اور متواتر آخر تھک گیا۔ جب تھک گیا تو حضور نے فرمایا بس۔" مولوی بدزبان یہ سن کر سخت شرمندہ ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔ ایک معزز ہندو جو اس مجلس میں موجود تھے۔ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے اور جو کچھ مولوی گند بک رہا تھا سن رہے تھے۔ بے اختیار ہو کر کہنے لگے کہ مسیح ناصری کے متعلق سنا تھا کہ وہ بہت نرم مزاج تھے۔ آج جو کچھ دیکھا پہلی روائت پر یقین آیا۔ اور مرزا صاحب کو مسیح ناصری سے بڑھ کر صابر پایا۔ اللہ اللہ کیا صبر اور کیا برداشت تھی۔

لاہور کا ہی ایک اور واقعہ ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بیان کرتے ہیں۔ ایک لحیم و شحیم شخص نے

جب کہ حضور اقدس لاہور کی کسی مقامی البیت سے فریضہ نماز ادا کر کے واپس آ رہے تھے تو اس قوی ہیکل شخص نے آپ پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اچانک کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر زمین پر زور سے گرانے اور مارنے کی کوشش کی۔ اس اچانک حملہ سے حضور ڈگمگا گئے۔ عمامہ گرتے گرتے بچا۔ سیالکوٹ کے مخلص دوست سید امیر علی شاہ صاحب نے فوراً اسے پکڑ لیا اور چند اشخاص اسے مارنے لگے۔ حضور نے دیکھا تو فرمایا بڑی نرمی اور مسکراہٹ سے۔ جانے دیں اسے کچھ نہ کہیں۔ بے چارہ سمجھتا ہے کہ ہم نے اس کا عہدہ چھین لیا ہے۔"

## ○ بلاتمیز مذہب و قوم نیکی کی تلقین:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ فطرت میں یہ بات تھی اور سب کا مذہب جس کا آپ نے اپنے اس پاکیزہ شعر میں ذکر فرمایا ہے۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو رحم ہے جوش میں اور غیض گھٹایا ہم نے

اور اپنی ایک تقریر میں بھی یہ تلقین فرمائی۔

"یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔ مومن جس قدر متقی ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ پرور نہیں ہو سکتا۔ ہاں دوسری قومیں ایسی کینہ پرور ہوتی ہیں کہ ان کے دل سے دوسرے کی بات کینہ کی بھی کبھی نہیں جاتی اور بدلہ لینے کی ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔ کوئی دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہنچایا۔ لیکن پھر بھی ان کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو ہم اب بھی تیار ہیں۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلاتمیز مذہب و قوم ہر ایک سے نیکی کرو۔" (تقریریں صفحہ ۲۹)

حضور اقدس خدا کے مقبول و محبوب مسیح موعود کا یہ صرف خوبصورت اور دل آویز خطاب ہی نہ تھا بلکہ عمل بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ چند واقعات آپ سطور بالا میں پڑھ چکے ہیں۔ ایک دو مزید حضور اقدس کے اس اعلیٰ خلق اور نیک سیرت کے واقعات ملاحظہ فرمائیں۔ مارٹن کلارک عیسائی پادری کے مشہور مقدمہ میں جو انتہائی درجہ کا سنگین مقدمہ تھا۔ حضرت اقدس کو آپ کے دشمن عیسائی پادری، ہندو اور متعصب مولوی پھانسی پر لٹکا دیکھنا چاہتے تھے۔ جب یہ سارا مقدمہ کپتان ڈگلس کی عدالت میں سماعت ہو چکا اور منصف جج نے حضرت اقدس کو اپنی عدالت میں عزت سے کرسی پیش کی اور آپ کی بریت کا فیصلہ سنایا اور دشمنوں کی تمام سازشوں اور منصوبوں کو پارہ پارہ کر دیا اور حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہوئے جج موصوف نے حضور اقدس سے یہ کہا "مرزا صاحب اگر آپ چاہیں تو مارٹن کلارک کے خلاف مقدمہ کر سکتے ہیں۔" اس دشمن اسلام کے متعلق حضرت اقدس نے عادل و منصف جج کی ترغیب کے باوجود اس کے ریمارکس سنکر فرمایا۔

باقی صفحہ ۳۴ پر

نخبہ المتکلمین، زبدہ المولفین، حدید الفواد، فصیح اللسان

حضرت مولوی حکیم نورالدین (خلیفۃ المسیح الاول)

کی تصنیف منیف

# تصدیق براہین احمدیہ ۔ پر ایک نظر

تحریر و تحقیق:۔ سید مبشر احمد ایاز

نوٹ:۔ مضمون ہذا ماہنامہ انصار اللہ بابت فروری ۱۹۹۸ء براہین احمدیہ نمبر کا بقیہ حصہ ہے جو اس شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

**جہاد:۔** مصنف تکذیب نے اسلام کو جبرواکراہ اور تلوار کا مذہب قرار دے کر اس پر اعتراض کیا ہے جس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے اسلامی جہاد اور اس کی شرائط پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے معترض کو لاجواب کیا ہے۔ تفصیل تو کتاب سے پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے جو کہ صفحہ ۳۷ تا ۴۱ تک تحریر ہے۔ صرف ایک اقتباس ہدیہ قارئین ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اسلام کے معنی صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا، چین سے رہنا، کیونکہ یہ لفظ سلم سے مشتق ہے جس کے معنی صلح اور آشتی کے ہیں۔ بعضے پادریوں کی تحریر نے میں سچ کہتا ہوں آپ کو دھوکہ دیا ہے جبر اور اکراہ سے اسلام اور تصدیق قلبی کا حصول ممکن نہیں قرآن کی کی دوسری سورۃ کو جو مدینہ میں نازل ہوئی (یعنی سورہ البقرہ۔ ناقل) اور جس میں جہاد کا حکم ہوا ہے پڑھ لیجیے اور غور کیجیے آپ کا کلام کہاں تک سچ ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی اسلام میں شرط ہے کہ آدمی صدق دل سے باری تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی معبودیت اور اس کے رسولوں کی رسالت وغیرہ ضروریات دین پر یقین لاوے۔ تب مسلمان کہلاوے اور ظاہر ہے کہ دلی یقین جبر و اکراہ سے کبھی ممکن نہیں ہے۔ میں بڑی جرات سے کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اور ان کے راشد جانشینوں کے زمانے میں کوئی شخص جبرواکراہ سے مسلمان نہیں بنایا گیا۔ بلکہ محمود غزنوی اور عالمگیر کے زمانے میں بھی کوئی شخص عاقل و بالغ جبر سے مسلمان نہیں کیا گیا دنیا میں تاریخ موجود ہے صحیح تاریخ سے اس الزام

کو ثابت کیجئے میں نے زمانہ نبوی اور خلافت راشدہ کے وقت اور محمود عالمگیر کی تاریخ کو اچھی طرح دیکھ بھال کر دعویٰ کیا ہے...... عالمگیر کے عہد میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہندوستان کے پرانے باشندے اپنی پرانی بت پرستی پر قائم دکھلائی دیتے ہیں......" (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۳۶-۳۷)

اس کے بعد حضور نے قرآن کے احکام جہاد اس کی شرائط اور حکمت بیان کی اور ساتھ ہی وید کے احکام جنگ کے حوالے درج کر کے ثابت کیا ہے کہ وید کے احکام جنگ کس قدر ظالمانہ اور غیر منصفانہ اور وحشیانہ ہیں۔

⊙ تصدیق براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۸ تا ۵۵ تک حضور کے علمی و تحقیقی جوہر کا ایک سمندر موجزن ہے۔ یہاں آپ نے قرآن مجید میں موجود حضرت لقمان کے قصے اور یاجوج ماجوج اور ذوالقرنین کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ بائبل،کتب تاریخ قدیم و جدید کا عطر نکال کر پیش کیا ہے جو ذہن صافی کو فرحت انگیز نتیجہ پر پہنچاتی ہے اور اس یقین پر قائم کرتی ہے کہ قرآن کریم ایک عالم الغیب ہستی کا کلام ہے اور تمام پہلی کتب الہامیہ سے فائق ہے۔

⊙ روحوں کے قدیم اور انادی ہونے کے دلائل مصنف تکذیب نے اپنی طرف سے دیئے ہیں۔ (قارئین پر واضح رہے کہ ہندو مذہب والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ارواح یعنی روحوں کو کسی نے بھی پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خود سے ہیں اور قدیم سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یا پرمیشر ان کا خالق نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ)

آپ نے زبردست دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اس کے دلائل کو رد کیا ہے اور پھر قرآن مجید سے "روح" کی حقیقت کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ یہ ساری بحث صفحہ ۶۲ سے ۸۳ تک چلتی ہے۔ نیز صفحہ ۱۴۳ پر بھی "روح" کی فکر انگیز علمی بحث ہے۔

⊙ قصہ آدم و ابلیس اور صفات الہیہ پر اعتراض۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں آدم کی تخلیق، فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ابلیس کا سجدہ سے انکار اور شیطان کا ذکر ہے۔ ان آیات کو سامنے رکھ کر لیکھرام نے ایسی بد تہذیبی کا مظاہرہ کیا ہے کہ شیطان بھی کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوگا۔ حد کر دی ہے اس ظالم نے۔ اس کی یہ تحریرات پڑھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کتنا دکھ ہوتا ہوگا اپنی جان سے عزیز اور مقدس ترین ہستی آنحضرت ﷺ کے خلاف اس بدبخت کے نازیبا الفاظ سن کر اور پڑھ کر کہ جس پر خدائے غفور و رحیم کی موجیں مارتی ہوئی صفت کی اس ظالم نے ایسے تکذیب کی اس کی صفت قہار و ذوالانتقام کو دعوت غضب دے ڈالی۔ اور بالآخر یہی زبان کی چھری اس پر چلی اور اس بدزبانی کا بدلہ پا گئی اور ہندوؤں کے تناسخ کے عقیدے کو چند لمحوں کے لئے مان بھی لیا جائے تو یقین نہیں آتا کہ کسی اور قالب نے اس بدبخت کی روح کو اپنے اندر لیکر دوبارہ اس دنیا میں آنے کی حامی بھری ہوگی۔ بہرحال حضور نے اس کے جواب میں آدم کے قصہ اور ملائکہ کے سجدہ اور اس کے جنت سے نکالے جانیکی پر معارف تفسیر توضیح فرمائی ہے جس کا مطالعہ قلب و ذہن کے جلاء کا موجب ہوتا ہے۔

⊙ مکذب نے اپنی کتاب "تکذیب" میں وجود صانع کے سات دلائل درج کئے ہیں جن پر حضور نے خوب خوب قلم

اٹھایا ہے اور اس کو بتایا ہے کہ اس کے دلائل کتنے ناقص اور بودہ ہیں اور اس کے بالمقابل قرآن کا وجود باری تعالیٰ اور صفات الٰہیہ کا جو بیان ہے وہ کتنا اکمل، اتم اور واضح ہے جو دل کو اور دماغ کو یکساں مطمئن کرتا ہے۔ یہ بیان صفحہ ۹۸ سے شروع ہوتا ہے اور ۱۱۷ تک چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور وید میں پرمیشر کی طرف منسوب کی جانیوالی صفات کا ایک ایمان افروز موازنہ و محاکمہ ہے جس سے وید کی بے بسی اور وید کے ماننے والوں کی بے کسی ظاہر و باہر ہو جاتی ہے۔

## گوشت خوری اور جانوروں کا ذبح کرنا

یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ایک طرف مسلمان خدا کو رب العالمین اور رحمٰن و رحیم مانتے ہیں اور دوسری طرف وہ معصوم اور بے گناہ جانوروں کو مارتے ہیں اور بڑی بے رحمی سے ذبح کرتے ہیں اور ان کا گوشت کھاتے ہیں جو کہ اس کی ربوبیت اور رحمانیت و رحیمیت کے صریحاً خلاف ہے۔ بظاہر بڑی معقول بات لگے گی۔ لیکن صرف اس کو جس کو عقل نہیں۔ حضور نے اس کا جواب بڑے ہی حسین پیرائے میں دیتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ جس فعل کو وہ خدا کی ان صفحات کے خلاف قرار دے رہے ہیں وہ بعینہٖ انہیں صفات کا ایک اظہار ہو رہا ہوتا ہے جس کو وہ سمجھتے نہیں۔ اس کا جواب تصدیق کے صفحہ ۱۱۷ سے ۱۲۳ تک چلتا ہے جس میں یہ مضمون بیان ہو رہا ہے کہ جانوروں کو تکلیف اور حیوانات کا قتل تو منکرین ذبح خود بھی کر رہے ہوتے ہیں اور پھر یہ بتایا کہ جانوروں کا ذبح کرنا خود جانوروں پر رحم ہے وگرنہ جانور لاچار اور بیمار ہو کر تڑپ تڑپ کر جان دیتے اور خود ہی مر جاتے اور ساری ہوا کو متعفن اور گندا کرتے وغیرہ۔

یہاں میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے تقویٰ اور دیانت داری کی ایک خوبصورت ادا کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور وہ یہ کہ آپ کی تصنیفات مثلاً فصل الخطاب، نور الدین اور کتاب خدا جس کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان سب کو کئی بار پڑھنے کی توفیق ملی ہے اور حضور کا ایک عام معمول دکھائی دیتا ہے کہ کسی بات کا جواب دیتے وقت اگر آپ نے کسی بھی مصنف کا کوئی اقتباس لیا ہے یا اپنے ہی پیش کردہ جواب اور تحقیق کا غالب حصہ کسی دوسری کتاب سے ماخوذ ہے تو آپ کمال فراخدلی سے اس کتاب یا مصنف کا تذکرہ وہیں کرتے ہیں۔ اور یہ بہت حوصلے اور وسعت قلبی اور بڑے ظرف کی بات ہے۔ دیانتداری کا یہ ایک ایسا پہلو ہے کہ جس کو مصنفین اور مولفین عموماً نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن نور الدین کا قلب صافی اور نورانی ذہن۔ اس تاریکی کے معمولی سے بھی دھبے کو اپنی تحریرات میں جگہ نہیں دے سکتا تھا۔ اب اسی کتاب تصدیق کا مخاطب مصنف تکذیب براہین احمدیہ کی تحریرات کا بہت بھاری حصہ اپنے "پیرو مرشد" دیانند کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کا چربہ ہے اور کچھ پادریوں کی تحریرات کی کاسہ لیسی کا کارنامہ ہے لیکن مجال ہے کہ کہیں ان کا اشارہ مل جائے۔ لیکن ابھی اس مسئلہ میں یعنی گوشت خوری اور جانوروں کے ذبح کرنے کے حوالے سے جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے شروع میں ہی تحریر فرما دیا کہ:-

"گوشت کھانے کے منکروں نے جانوروں کے ذبح کرنے میں گوشت کھانیوالوں پر جس قدر اعتراض کئے ہیں اس کا

مفصل جواب "برہان لائم" نام ایک بسیط کتاب میں مولوی قمر علی لکھنوی نے لکھا ہے اس کا خلاصہ بقدر ضرورت یہاں گزارش ہے۔" (صفحہ ۱۱۸)

## مالک یوم الدین پر اعتراض اور اس کا جواب

اس پر اعتراض کرتے ہوئے لیکھرام یہ کہتا ہے کہ

"یہ فقرہ قرآن کا حیرت افزاء ہے جس سے خدا کی ذات پر عیب وارد ہو رہا ہے کیا پرمیشر ہر روز انصاف نہیں کرتا کیا آدم کے وقت سے مرے ہوئے لوگ اب تک سیشن سپرد ہیں مگر معلوم نہیں ضمانت پر یا جوڈیشل حوالات میں پھر یہ فقرہ "سریع الحساب" کے خلاف ہے عدل یہ ہے کہ فوراً کاروائی شروع ہو۔"

اب اسی اعتراض سے مکذب کے علمی و تحقیقی مقام کا بھی پتہ چل سکتا ہے اور اس کی شائستگی اور تہذیب کا بھی۔ دراصل کتاب کا نام تکذیب اس نے رکھا ہی اپنی طبعی فطرت اور مزاج کے مطابق تھا۔ کہ وہ ہر علمی اور اخلاقی امر کی تکذیب کرے گا۔ روحانیت کا تو چونکہ دور سے بھی واسطہ نہیں تھا اس لئے اس کو چھوڑیئے۔ گو کہ جس میں اخلاق نہیں اس میں روحانیت کہاں سے آئے گی۔ لیکن تصدیق براہین احمدیہ پڑھتے ہوئے اسلام کے خدا اور اس کے ھادی کامل آنحضرت ﷺ پر جان قربان ہو ہو جاتی ہے کہ جس نے قرآن جیسی مستقل اور مکمل ترین راہنما کتاب عطا کی اور اپنی زندگی کا عملی نمونہ ساتھ دکھایا۔ جس کی پیروی کرنے والوں میں سے ایک اس وقت یہ مصنف تصدیق براہین احمدیہ تھا۔ اور جس کو نور علی نور کہا وقت کے امام اور آنحضرت ﷺ کے ایک عاشق کامل نے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔ کہ کمال شائستگی اور اخلاق و مروت اور اعلیٰ درجہ کی وسعت حوصلگی سے اس بدزبان کی باتوں کا جواب لکھا۔ جو کہ یقیناً ہزاروں لاکھوں گمراہوں کی ہدایت کا باعث بنی ہوگی اور بنے گی۔ انشاء اللہ

آپ نے لفظ "یوم" کے معانی بتاتے ہوئے فرمایا۔ کیونکہ یہی لفظ معترض کا مایہ ناز۔ اعتراض تھا۔

"یوم کا لفظ عربی زبان میں وسیع معنی رکھتا ہے منجملہ ان معنی کے یوم کے معنی "وقت" ہے۔ سنو! محاورہ عرب یوم ولد للملک ولد یکون سرور عظیم۔ ویوم مات فلان بکت علیه الفرق المختلفة حالانکہ لڑکے کا پیدا ہونا اور آدمی کا مرنا کبھی دن کو ہوتا ہے اور کبھی رات کو پس مالک یوم الدین کے معنی ہوئے۔ مالک ہے وقت جزا کا ہر روز جس وقت کسی کو اپنے اعمال نیک کے بدلے انعام اور بداعمال کے بدلے سزا ملتی ہے۔ اس وقت کا مالک باری تعالیٰ ہے بلکہ یوم اتنے وقت کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی واقعہ گزرا ہو دیکھو یوم بعاث، وذکرہم بایام اللہ ہمارے ملک میں "دن" ٹھیک ترجمہ یوم کا ہے لوگ کہتے ہیں آج فلاں شخص کے دن اچھے آئے ہیں اور فلاں شخص کے برے آئے ہیں۔ پس یوم کا ترجمہ دن بھی کریں تو کوئی عیب نہیں۔ غور کرو۔ تمام ان مصائب کی نسبت (جو یہاں دنیا میں برداشت کی جاتی ہیں) قرآن کیا کہتا ہے فما اصابکم من

مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم۔ فاصابھم سیئات ماعملوا یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے سب تمہارے کسب اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کل مقدمات دورہ سپرد نہیں اور اگر بعض لوگوں کے معاملات سیشن سپرد ہیں تو بھی کوئی حرج نہیں ضمانت کی ضرورت ان ناقص حکام کو ہوتی ہے جن کو ڈر ہوتا ہے کہ ان کا مجرم ان حکام کے تصرف سے کہیں بھاگ جاوے گا باری تعالیٰ کے ملک سے بھاگ کر جانیکی کوئی جگہ نہیں۔ مجرموں میں سے بعض اسی وقت سزایاب ہو جاتے ہیں اور بعض جوڈیشل حوالات میں رہتے ہیں یا ان پر عفو ہو جاتا ہے۔ ضمانت کی حاجت نہیں۔

سریع الحساب اور مالک یوم الدین میں تعارض نہیں۔

اول اس لئے کہ سریع الحساب کے معنی ہیں کہ جب حساب شروع کردے تو جھٹ پٹ لے لیتا ہے اور اگر جزا اور سزا میں مہلت دے تو ممکن ہے کہ یوم الآخرۃ تک مہلت دے۔

دوم جس حالت میں ہروقت یوم الدین ہے جیسے گزارش ہوا۔ تو تعارض کیا ہوا۔

سوم مالک یوم الدین سے یہ نہیں نکل سکتا کہ آج کے دن کا مالک نہیں اور آج سزا یا جزا نہیں دیتا۔ کوئی کلمہ حصر کا یا آج مالک ہونیکی نفی کا قرآن میں موجود نہیں۔

اگر آپ کے نزدیک فوراً کارروائی ضروری ہے تو چاہئے کہ تمام زانیوں کو پورا آتشک یا پورا سوزاک جو پوری سزا ہے۔ فوراً شروع ہو جاوے حالانکہ ان دونوں امراض کا ظہور ان لوگوں میں مختلف اوقات پر ہوا کرتا ہے۔ یا جب جرم مختلف گناہ کر کے مختلف سزاؤں کا مستحق ہو تو بطور آریہ۔ ہاں دیانندی پنتھ کے یکدم وہ تمام جونیں بھگت لے۔ جن کا وہ مستحق ہے کیونکہ دیانندی پنتھ کے نزدیک تناسخ ہی سزا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ معاصی پر مسخ ہو کر انسان حیوان نہیں بن جاتا۔" (صفحہ ۱۲۳۔ ۱۲۴)

## سورۃ النجم کی پر معارف تفسیر

اس کتاب کے صفحہ ۱۲۸ سے ۱۳۷ تک حضور نے سورۃ النجم کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے افضل و اعلیٰ مقام کی ایسی خوبصورت تفسیر بیان فرمائی ہے کہ وہی سورۃ جس کی طرف مکذب نے شیطانی عمل دخل کا اعتراض کیا تھا وہاں خدائے علیم و حکیم کے علم و معرفت کے خزانے نکل رہے ہیں۔ جس کا بیان ان صفحات میں پڑھنے کے لائق ہے۔

## غیر مذہب والوں کی کتب جلانے کا الزام اور اس کا رد

مکذّب نے اپنے مذہب کی بعض کمزوریوں کو چھپانے کیلئے ایک الزام یہ دیا کہ ہمارے مذہب کی کتابیں گو بہت قدیم سے ہیں لیکن ظاہراس لئے نہیں کی گئی تھیں کہ "اھل اسلام سے چھپانے کا یہ مطلب تھا کہ وہ تعصب اور جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے۔" اور پھر اسکندریہ کے کتب خانے کا ذکر کیا

ہے۔ اس اعتراض میں اس کا جھوٹ اور تمسخر قابل غور ہے اور تاریخ سے جہالت تو ایک معمولی سا طالب علم بھی جان سکتا ہے۔ حضور نے اس تعصب اور جہالت پر مبنی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آپ نے مسلمہ کتب تاریخ سے ان کے اس الزام کو غلط ثابت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اول۔ اگر اسلام کے عادات میں یہ ہوتا تو اسلام والے پھر خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد سعادت مہد میں یہود اور عیساؤں کی پاک کتابوں کو جلاتے۔ کیونکہ وہی دونوں مذہب ہاں پاک کتابوں والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تھے۔ پھر مجوس پر اسلام کا پورا تسلط ہوا۔ مگر کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ اسلام نے ان کی کتابیں جلائیں۔ اگر یہ فعل اسلام یا خلفاء اسلام کا داب ہوتا (یعنی طریق۔ ناقل) تو اس کے ارتکاب کے اسباب ہمیشہ اسلام میں موجود تھے اور اسلام کا کوئی مانع نہ تھا۔

دوم۔ اگر مذہبی وغیرہ کتابوں کا جلانا۔ اسلامی بادشاہوں اور عوام اسلام کا کام ہوتا تو یونانی فلسفہ' یونانی طب' یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے۔

سوم۔ اگر کتابوں کا جلانا' اسلامی لوگ اختیار کرتے تو ضرور تھا کہ مکذب براہین اپنے ملک سے کوئی نظیر دیتے اور انہیں اسکندریہ میں سمندر پار نہ جانا پڑتا۔

چہارم۔ سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندوستان میں سلطنت کی اور اس عرصہ میں بھاگوت' رامائن' گیتا' مہا بھارت اور ان کے مثل' لنگ پران' مارکنڈی مشہور کتابیں جو آج تک مذہبی کتابیں اور مقدس پستک یقین کی جاتی ہیں کسی کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہنچی بلکہ ان کتابوں میں سے بعض کے ترجمے ہوئے۔ پس تعجب آتا ہے؟ کہ ان ہندوؤں نے کیونکر سمجھ لیا کہ مسلمان ان کی پستکوں کو جلاتے ہیں **انصاف** سے سوچو۔"

(صفحہ ۱۶۰)

## قرآن کریم کے مضامین

مکذب نے یہ اعتراض کیا تھا کہ قرآن مجید میں کچھ لوگوں یعنی نبیوں کے قصوں کہانیوں کا ذکر ہے۔ جنت دوزخ اور نکاح و شادی اور حلال و حرام اور قربانی وغیرہ کے مسائل نکال کر باقی رہ کیا جاتا ہے۔ کونسی الٰہی تعلیم ہے جس پر یہ فخر کر رہے ہیں۔ حضور اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس سمجھدار کو اتنی بھی خبر نہیں کہ حرام و حلال کی بحث اور خیرات اور زکوٰۃ کا حکم قصہ کہانیوں میں داخل ہیں یا سچی تعلیمات ہیں؟ پھر یہ خبر نہیں کہ ان پاک قصوں میں کس قدر صداقتیں بھری ہوئی ہیں۔ بہرحال ان قصہ کہانیوں کے سوا جو کچھ صداقتیں اور پاک تعلیمات قرآن کریم میں ہیں ان کے لئے کئی مجلد بھی کفایت نہیں کر سکتیں اس لئے کہ قرآن کریم ان تمام حقہ تعلیمات و علوم کا مجموعہ ہے جن کی ضرورت ہم کو لاحق ہے یا ہوگی کیا سچ کہا جس نے کہا۔

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال......" (صفحہ ۱۶۴)

اور پھر اس تسلسل میں قرآن کریم کے کچھ مضامین کا اجمالی تذکرہ کیا ہے کہ وید تو وید۔ تمام کتب سابقہ حیرت و استعجاب اور احساس کمتری کے سمندر میں ڈوب ڈوب جائیں۔ آپ نے قرآن میں موجود ان مضامین کا ذکر کرتے ہوئے درج ذیل اہم مضامین کا تذکرہ فرمایا۔

۱۔ باری تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید کا بیان۔ ۲۔ باری تعالیٰ کے وجود اور توحید پر دلائل' ۳۔ شرک کا ابطال' ۴۔ معبودان باطلہ کارد' ۵۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان' ۶۔ الٰہی عبادت کی تاکید' ۷۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیکی دلیل۔ ۸۔ اخلاق فاضلہ کی تعلیم' ۹۔ سیاست مدن کے اصول' ۱۰۔ جمہوری سلطنت کی بنا اور مسلمانوں کی صفات' ۱۱۔ بغاوت کی ممانعت' ۱۲۔ باہمی معاملات و اصول تمدن کا بیان' ۱۳۔ اپنے لوگوں اور غیر قوموں سے تعلقات' ۱۴۔ مومنین کی صفات کا بیان' ۱۵۔ تعلیم اور تعلّم اور علم کی ترقی' ۱۶۔ یتامیٰ کے حقوق کا بیان' ۱۷۔ کورٹ آف وارڈس اور حجر کا قانون' ۱۸۔ غلامی کی رسم کا خاتمہ' ۱۹۔ احسان عام کہ کل دنیا میں نبیوں کی آمد اور تمام مذاہب کا احترام وغیرہ' ۲۰۔ عیاشی سے نفرت کی تعلیم' ۲۱۔ اسراف' حق تلفی اور غرور کی ممانعت وغیرہ

## ضرورت قرآن

مکذّب نے دعویٰ کیا کہ کونسی ایسی عمدہ بات قرآن نے کی ہے جو کہ وید میں نہ ہو۔ اس کا جواب آپ نے اس کتاب میں لکھ کر معترض کو لاجواب کیا ہے لیکن اس کی چالاکی اور کاسہ لیسی کا بھانڈا بھی ساتھ پھوڑ دیا کہ لیکھرام کا یہ اعتراض دراصل مصنف تکذیب کی تحقیق اور علمی کمال کا ماحصل نہیں بلکہ ایک پادری صاحب نے رسالہ لکھا تھا۔ "عدم ضرورت قرآن" وہ اعتراضات وہاں سے دیکھ کر لیکھرام نے اپنی کتاب میں جڑ دیئے۔

اور پھر آپ نے آٹھ زبردست دلائل سے قرآن کی ضرورت کو ثابت کیا۔ یہ مضمون تصدیق کے صفحہ ۱۸۸ سے ۲۰۳ تک حق کے متلاشیوں اور معرفت کے پیاسوں کی سیرابی کے سامان کر رہا ہے۔ اور ان کی منزل کے سفر کو آسان کئے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ لاتعداد چھوٹے چھوٹے اعتراضات کا بہت ہی اعلیٰ انداز میں کیا علمی اور کیا نقلی اور کیا عقلی ایسے دلنشین انداز میں ان کا جواب دیا ہے کہ شوخ چشم شرمندہ ہوتا ہے اور حق کو چاہنے والا بلا روک ٹوک حق کے قریب ہو جاتا ہے۔ معرفت کی قسما قسم کی خوشبو اس کے تعصب اور نفرت کے احساسات کو مسرت اور فرحت میں بدل دیتی ہے اور علم کا نور اس کی جہالت اور کم علمی کی تاریکی کو دور کرتے کرتے مصنف کی خدا داد فراست اور اعلیٰ درجہ کا تقویٰ اور تعلق باللہ اس کتاب کے پڑھنے والے کو قرآن' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خالق و مالک حقیقی کے جوئے کے نیچے لے آتا ہے۔ اور یوں یہ ۲۱۶ صفحات کی کتاب ختم ہوتی ہے۔ اس طرح کہ کتاب تو ختم ہوتی ہے لیکن جو بھی تعصب سے دور ہو کر اس کتاب کو پڑھتا ہے نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کرتا ہے اس کا علم و معرفت کا سفر یہاں سے شروع ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ اور

اس کے پیاروں کی طرف اس کو کشاں کشاں لئے چلا جاتا ہے۔

اس کتاب کے آخر پر حضرت سید حامد شاہ صاحب کی ایک نظم ہے جو کہ اکیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں اس کتاب کے مضامین کی اہمیت و افادیت کا بیان ہے۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

پکارو چوٹ ڈنکے کی عزیزو　　سنا دو سب کو جو پیر و جواں ہے
کہ پہلی جلد تصدیق البراہین　　نکل کر رہنمائی گمرہاں ہے
مکذّب ہیں کہاں تصدیق دیکھیں　　ذرا جاگیں کہ سونے میں زیاں ہے
صداقت منصفوں سے داد لے گی　　عجب تصدیق کا طرز بیان ہے

اور آخر پر اس مضمون کا اختتام ایک بار پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت اور دعا پر کرتا ہوں کہ "طوبیٰ لمن حصلها و عرفها و قراها بامعان النظر....." اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی اس نصیحت پر عمل کرنے کی اور اس خوشخبری اور مبارک کو حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

---

:- بقیہ از صفحہ ۲۶ :-

"ہم کوئی مقدمہ نہیں کرنا چاہتے ہمارا مقدمہ آسمان پر ہے۔"

اللہ اللہ کس قسم کا یہ پاکیزہ دل تھا جس کے پاکیزہ دل سے خون کے پیاسے دشمن کے متعلق بھی یہ رافت و مرحمت!!!

اسی عدالت کا ایک اور واقعہ اور خدا کے مقبول مسیح موعود کا دل آویز اقدام اور وہ بھی جان و عزت کے دشمن کے بارہ میں یہ دشمن تھا مولوی محمد حسین بٹالوی جو حضرت مسیح موعود کے خلاف پادریوں کی حمایت میں گواہی دینے کیلئے آیا۔ حضور کے وکیل مولوی فضل دین صاحب پلیڈر ہائی کورٹ نے جب مولوی صاحب کی گواہی کو کمزور ثابت کرنے کیلئے ان کے حسب و نسب کے متعلق ایک خاص قسم کا سوال کرنے کا ارادہ کیا تو فوراً حضرت اقدس نے اپنے وکیل کو ایسے سوال کرنے سے سختی سے روک دیا اور فرمایا۔ "میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا۔"

مولوی فضل دین صاحب وکیل جو احمدی نہ تھے اپنی مجلسوں میں اپنے ملنے جلنے والوں میں حضرت اقدس کے اس بے مثال اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک کا ذکر انتہائی عقیدت و احترام سے اکثر کرتے کہ شدید معاند اور مخالف جو آپ کے خلاف مقدمہ قتل میں بطور گواہ پیش ہو رہا ہے۔ قانونی لحاظ سے ہر طرح کا حق ہونے کے باوجود آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے حسب و نسب کے خلاف سوال کرنے کی اجازت نہ دی۔ کیونکہ بعض عیوب ظاہر ہوتے تھے۔

دشمنوں سے حسن سلوک ان کی عزت کی پاسداری اور چشم پوشی کا کیسا اعلیٰ نمونہ ہے۔ کئی ہیں جو اپنے بھائیوں اور عزیزوں کے خلاف بھی زبان کی درانتی چلانے سے باز نہیں آتے اور ایک طرف خدا کے مقبول مسیح موعود کا یہ پاکیزہ دلربا نمونہ ہے کہ جان کے دشمن سے بھی حسن سلوک اور عفو درگزر۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اس وجود پر جس نے دشمنوں کی عزت کی بھی حفاظت فرمائی۔

# حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی سیرت وسوانح

## دور ابتلا میں صبرو استقامت کا پاکیزہ نمونہ

تحریر:۔ چوہدری ظفراللہ خاں طاہر

"اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی۔" (ملفوظات جلد چہارم)

### ولادت وسکونت اور خاندان:۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ دوسری صدی ہجری کے مشہور محدث اور فقہی علوم کے امام مانے جاتے ہیں۔ یہ عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بغداد کے ایک علمی گھرانہ میں ربیع الثانی ۱۶۴ھ بمطابق دسمبر ۷۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ تین سال کے تھے کہ آپ کے والد ماجد محمد بن حنبل وفات پاگئے۔ آپ نسلاً عرب اور ربیعہ کی ایک شاخ بنو شیبان میں سے تھے آپ کا خاندان ابتدا بصرہ میں سکونت پذیر تھا۔ آپ کے دادا حنبل بن ہلال کے زمانہ میں یہ خاندان "مرو" میں آباد ہوا۔ بعد میں آپ کے والد محمد بن حنبل جو خراسانی فوج میں ملازم تھے بغداد منتقل ہو گئے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے ددھیال و ننھیال کے بارہ میں لکھا ہے:۔

"آپ کا خاندان مستقل طور پر بصرہ میں مقیم نہیں رہا بلکہ نقل مکان کرتا رہا چنانچہ آپ کے دادا خراسان منتقل ہو گئے تھے اور امویوں کے عہد میں سرخس کے گورنر ہو گئے پھر جب عباسی دعوت ابھری تو انہوں نے اس کی امداد و اعانت کی اور ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گئے جو انقلاب حکومت چاہتے تھے چنانچہ اس راستہ میں انہیں ایذائیں اور تکلیفیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ آپ کے والد محمد ایک سپاہی تھے...... احمد کے نانا کا شمار بنو شیبان کے سرداروں اور سربر آوردہ اصحاب میں ہوتا تھا۔ وہ کریم سخی اور فراخ حوصلہ انسان تھے عربوں کیلئے ان کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ عرب قبائل ان کے گھر پر مہمان کی حیثیت سے آکر اترا کرتے تھے اور وہ بڑی خوشی اور عالی حوصلگی کے ساتھ ان کی دعوت کیا کرتے تھے۔" (حیات امام احمد بن حنبلؒ تالیف محمد ابوزھرہ مترجمہ سید رئیس احمد جعفری ایڈیشن پنجم شائع کردہ ملک سنز فیصل آباد صفحہ ۵۵ تا ۸۷)

## حصول علم :۔

اردو دائرۃ المعارف کے مقالہ نگار لکھتے ہیں۔

"بغداد میں علم لغت 'فقہ اور حدیث کی تعلیم پانے کے بعد انہوں نے ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء سے اپنے آپ کو علم حدیث کے مطالعے کیلئے وقف کر دیا اور اس سلسلہ میں العراق 'حجاز 'یمن اور شام کے سفر کئے۔ ۱۸۳ھ میں آپ کوفے گئے تھے مگر آپ کا زیادہ تر قیام بصرے ہی میں رہا جہاں آپ پہلے ۱۸۶ھ میں اور بعدازاں ۱۹۰ھ ' ۱۹۴ھ میں اور پھر ۲۰۰ھ میں گئے تھے۔ آپ مکہ مکرمہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے پانچ دفعہ فریضہ حج ادا کیا یعنی ۱۸۷ھ '۱۹۶ھ '۱۹۷ھ ' میں جس کے بعد آپ مدینہ منورہ میں عزلت نشینی "مجاورۃ" سے مشرف ہوئے پھر ۱۸۹ھ میں حج کر کے دوبارہ مجاورت روضہ رسول ؐ کا شرف حاصل کیا اور وہاں ۱۹۹ھ تک رہے اس کے بعد آپ عبدالرزاق محدث کی ملاقات کیلئے صنعاء گئے۔" (اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۱ ' ۶۲)

## اساتذہ و شیوخ :۔

امام صاحب کے اساتذہ کی تعداد کم وبیش ایک سو تک پہنچتی ہے۔ امام صاحب نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا ان میں سے چند مشہور امام یہ ہیں۔ قاضی ابو یوسف ' ھشیم بن بشیر ' سفیان بن عیینہ ' عبدالرحمان بن مہدی ' واقع بن الجراح۔ بعض لوگوں نے امام شافعیؒ کو آپکے شیوخ میں شامل کیا ہے مگر اردو دائرۃ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ "امام شافعی سے آپ کی شاگردی ثابت نہیں ہے۔"

## امام شافعیؒ کو مجدد قرار دینا :۔

امام احمد بن حنبلؒ کو آیات و احادیث کے استنباط صحیح سے بہت دلچسپی تھی اور اسے بہت پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی یہی خوبی انہیں بہت پسند تھی۔

روایت ہے کہ امام احمدؒ نے امام شافعیؒ کے بارے میں ایک مرتبہ کہا:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ھے کہ آپ نے فرمایا اس امت کیلئے خدائے عزوجل ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا شخص معبوث فرمایا کرے گا جو دین کے بگڑے ہوئے امور کو سلجھادیا کرے گا۔ پس عمر بن عبدالعزیز اس صدی کے مجدد تھے میرا خیال ہے کہ شافعی اس صدی کے مجدد ہیں۔"

"حیات امام احمد بن حنبلؒ مولفہ محمد ابو زہرہ صفحہ ۷۸"

## امامؒ صاحب کے اوصاف :۔

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ درجہ کی صفات کے حامل تھے۔ آپ میں بے پناہ صبر و حوصلہ ' مضبوط حافظہ وضبط ' کمال علم ' اعلیٰ درجہ کا توکل اور پاکیزگی نفس کی صفات بہت نمایاں تھیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"امام احمد کی زندگی فقر و فاقہ، غربت سے عبارت تھی انہوں نے کبھی بھی فراغت اور بے فکری کی زندگی بسر نہیں کی۔ وہ بھوکے رہنے کو ایسی مال داری پر ترجیح دیتے تھے جس میں یہ امتیاز نہ ہو کہ یہ مال حصول خالص ہے یا اس میں کس عطیے کے ممنون احسان ہونے کی آمیزش ہے۔ وہ بسااوقات اس پر بھی مجبور ہو جاتے تھے کہ وہ خود کمائیں یا مزدوری کر کے اپنا کام چلائیں جبکہ جیب خالی ہو اور دور دراز کی منزل سامنے ہو یہ بات ان پر گراں گزرتی تھی کہ کسی کا عطیہ قبول کر لیں" اپنے نفس کو مجروح نہیں ہونے دیتے تھے۔ زندگی بھر وہ اسی طرح دن کاٹتے رہے انہوں نے اپنے نفس کو آزاد رکھا اور جسم کی تکلیف برداشت کرلی۔"

(حیات امام احمد بن حنبل" صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱)

## آپ پر ابتلاؤں کا دور اور صبرو استقامت :۔

محمد ابوزہرہ امام صاحب کے استقلال اور عالی مقام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت امام نے دور ابتلاء دیکھا اسے خوبی کے ساتھ نباہا۔ اپنے نفس کو پاک اور صاف کر لیا آفات و مصائب کے فتنہ میں مبتلاء ہوئے اور اس سے اس طرح نکلے جیسے بھٹی سے تپ کر سونا نکلتا ہے اور اپنے آپ کو ہر طرح کے میل کچیل اور خرابی سے پاک وصاف کرلیا۔ احمدؒ کی دنیا اور اس کی زینت کے بارے میں آزمائش کی گئی تھی اس دام سے بھی وہ صحیح سلامت نکل گئے۔ اگر ان کا نفس "مریض" ہوتا تو وہ طیبات حیات پر راغب ہوتے لیکن ان چیزوں کو انہوں نے ٹھکرا دیا۔ دنیاوی آسائش کے پھندوں کو انہوں نے کاٹا اور توڑا۔ ہر وہ چیز ترک کر دی جو مشکوک تھی اور وہ چیز اختیار کرلی جو شک وشبہ سے ماورا تھی۔ جاہ و منصب نے انہیں بلایا لیکن یہ دعوت انہوں نے رد کر دی۔ زندگی کی آسائش و فراخی کی کسی چیز میں بھی اپنا دل نہ اٹکایا جس طرح صیقل زدہ اور صاف شفاف جسم پر میل نہیں ٹکتا۔ اور آزمائش تنگدستی فقر و فاقہ اور غربت و فلاکت سے بھی کی گئی لیکن تنگدستی نے ان کے قلب پر چھاپہ نہ مارا اور فقر و فلاکت نے ان کی عقل کو فتنہ میں مبتلا نہیں کیا۔ چار خلفاء نے یکے بعد دیگرے احمد کو آزمائش کی امتحان گاہ میں گھسیٹا لیکن اس میدان سے وہ ایک مرد پاکباز اور پاک سرشت کی حیثیت سے برآمد ہوئے۔ اختیار و آزمائش کے طریقے متنوع تھے۔ مامون نے انہیں قید و بند کی مصیبتوں میں مبتلاء کیا۔ وہ زندان خانے کی طرف اس طرح بڑھے کہ بیڑیوں کا بوجھ اور ہتھکڑی کی جھنکار حرکت و جنبش میں مانع تھی۔ معتصم نے انہیں سزائے قید دی اور کوڑوں سے پٹوایا۔ واثق نے ان پر بندشیں عائد کیں اور زندگی تلخ کر دی لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی ان میں تزلزل پیدا نہ کر سکی۔ ان آزمائشوں کے بعد ایک بہت بڑی بلکہ سب سے بڑی آزمائش سے دوچار ہونا پڑا۔ متوکل نے سونے اور چاندی کے ڈھیر ان کے گرد جمع کر دیئے مگر انہوں نے پورے استغنا کے ساتھ سیم و زر کے انبار کو ٹھکرا دیا۔ انہوں نے ایوان نعمت سے بھرے ہوئے دسترخوان اس وقت ٹھکرائے جب

وہ بھوک سے نڈھال ہو رہے تھے۔ انہوں نے سونے چاندی کی تھیلیاں اس وقت واپس کیں جب ان کی جیب خالی تھی۔ انہوں نے حریر و پرنیا کی پوشاکوں پر اس وقت بھی نگاہ غلط انداز نہیں ڈالی جب بوسیدہ اور کہنہ لباس ان کے جسم کی زینت تھا۔ انہوں نے کسی ایسی چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا جو مشکوک یا شان تقویٰ کے خلاف ہو۔" (حیات امام احمد بن حنبلؒ صفحہ ۴۴، ۴۵)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو طویل عرصہ تک صبر آزما حالات میں سے گزرنا پڑا اور اسی طرح اہل اللہ اس سنت کو پورا کرنے میں کامیاب و کامران ہوئے۔ مذاہب الاسلام کے مصنف لکھتے ہیں۔

"امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے جب ان سے کہا گیا کہ اس سے تشبیہ لازم آتی ہے تو بولے کہ اللہ یکتا ہے کوئی اس کے مشابہ نہیں جب انہوں نے یہ رائے ظاہر کی قرآن غیر مخلوق ہے تو معتزلہ کے زور اور رسوخ کی وجہ سے مع محمد بن نوح پابزنجیر طرسوس کو روانہ کئے گئے۔ ماہ رمضان ۲۲۰ھ میں کہ خلیفہ معتصم عباسی کا عہد تھا۔ انتیس کوڑے لگوائے گئے اور قید کئے گئے تاکہ اپنے اس قول سے پھر جائیں مگر یہ اپنے قول سے نہ پھرے اور قرآن کو مخلوق نہ کہا۔ اٹھائیس ماہ قید میں رہے بھاری بھاری زنجیریں ان کے پاؤں میں ڈالی گئیں۔ ذلت محسوس کرنے کو مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ ان کے طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے اور ہر شام کو جیل خانے سے نکال کر کوڑے مارے جاتے تھے اور مشکیں بھی باندھی گئی تھیں۔"

(مولوی محمد نجم الغنی خان رامپوری 'مذہب الاسلام صفحہ ۳۹، ۴۰ مطبوعہ اگست ۱۹۷۸ء۔ مطبع مولاداد پرنٹرز لاہور)

محمد ابوزہرا امام صاحب کے دور ابتلا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"امام صاحب جیسا متقی اور متورع شخص اس کا مستحق تھا کہ اپنے گھر اور مسجد میں سکون اور اطمینان کی باوقار زندگی بسر کرتا نہ اسے کسی ہنگامہ سے واسطہ ہوتا نہ شورش سے، لیکن اس ساکن تالاب کیلئے پتھر مقدور ہو چکے تھے جنہوں نے اس کے سکون اور اطمینان کو فساد اور فتنہ سے بدل دیا۔ اس کے اعتقاد اور ایمان کی دنیا کو جھنجھوڑ دیا۔ اس امام جلیل کیلئے یہ بات بھی مقدر ہو چکی تھی کہ ابتلاء اور مصیبت کے پہاڑ اس پر ٹوٹیں اس کے جسم کو ہدف ستم بنایا جائے اور اس کے اعتقاد و ایمان کو تہ و بالا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسے کوڑے مارے جائیں آہنی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر اسے سر راہ گھسیٹا جائے۔ صرف اس جرم میں کہ وہ اس طرح کیوں نہیں سوچتا تھا جس طرح مامون سوچتا تھا اور اس کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کیلئے وقت کے علماء سوچتے تھے؟"

(حیات امام احمد بن حنبلؒ صفحہ ۹۸)

پھر اس ذکر میں لکھا کہ:۔

"امام احمد نے مامون کے رائے (خلق قرآن کا عقیدہ۔ ناقل) سے اتفاق نہیں کیا نہ انہوں نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی اس جرم کی پاداش میں وہ نشانہ جور و اذیت بنائے گئے۔ اس شقاوت اور سفاکی کا آغاز مامون کے عہد میں ہوا

پھر معتصم باللہ اور واثق باللہ کے عہد میں مامون کی وصیت اور اس کی پیروی کے سلسلہ میں درجہ اتمام کو پہنچی۔"
(حیات احمد بن حنبلؒ صفحہ ۱۰۱)

محمد ابوزھرہ مزید رقمطراز ہیں کہ:۔

"جب مامون کا انتقال ہوا امام احمدؒ قید و بند کی مصیبتیں جھیل رہے تھے۔ اب وہ پھر بغداد کی جیل میں بھیج دیئے گئے۔ یہاں تک کہ ان کے بارے میں نئی صورت حال پیدا ہوئی اور وہ معتصم کے دربار میں حاضر کئے گئے۔ چنانچہ پہلے تو انہیں دھمکی اور تخویف سے رام کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ عقیدہ قبول کرلیں لیکن وہ ترغیب اور ترھیب سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئے جب دیکھا کہ یہ راہ ناکام رہی تو پھر دھمکی نے عملی جامہ پہن لیا۔ چنانچہ ان پر کوڑے پڑنے لگے ایک کے بعد ایک یہاں تک کہ کوڑوں کی ضرب کی تاب نہ لاکر وہ بے ہوش ہو جاتے۔ پھر انہیں تلوار سے کھرچا جاتا کہ ہوش میں آجائیں لیکن وہ بے حس و حرکت پڑے رہتے۔ قید و بند کے ساتھ ساتھ تشدد اور تعذیب کا یہ سلسلہ کم و بیش ڈیڑھ سال تک جاری رکھا۔ جب یہ لوگ مایوس ہو گئے کہ امام احمد ان کی بات نہیں مان سکتے تو ان کے دل میں کچھ شفقت کا جذبہ پیدا ہوا۔ چنانچہ انہیں رہا کر دیا گیا اور انہیں ان کے گھر میں ایسی حالت میں پہنچایا گیا کہ وہ زخموں سے لہولہان تھے اور متواتر مار پیٹ اور جیل کی سختیوں کی وجہ سے ان کا بدن چور چور ہو رہا تھا۔ ....... معتصم کے بعد واثق مسند آرائے خلافت ہوا اور اب پھر امتحان کا ایک نیا دور شروع ہوا..... واثق نے امام احمد کے لئے حکم صادر کر دیا۔

"تمہارے پاس کسی کو آنے اور ملنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ تم اس شہر میں اقامت اختیار کرو جہاں ہمارا قیام ہو۔"

اس حکم کے بعد امام احمد گھر میں محصور ہو گئے حتی کہ نماز وغیرہ کیلئے بھی گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ یہاں تک کہ واثق کا بھی انتقال ہو گیا۔" (حیات احمد بن حنبلؒ صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۶)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے فاضل مقالہ نگار اس دور ابتلا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ امام صاحب کو بھی نیک لوگوں اور اہل اللہ کی طرح ابنائے زمانہ کی طرف سے پیدا کئے گئے طویل عرصہ پر محیط دور ابتلا میں گزرنا پڑا۔ آپ نے یہ تمام عرصہ نہایت صبر و استقامت سے گزارا۔ آپ کے اس دور ابتلا کی تفصیل درج ذیل ہے۔

"المامون نے اپنے عہد حکومت کے اواخر میں بشر المریسی کے زیر اثر سرکاری طور پر معتزلہ کی حمایت کرنے کی حکمت عملی اختیار کرلی اور احمد بن حنبلؒ کے دور محنت و ابتلا کا آغاز ہوا جس کیوجہ سے آپ کو آگے چل کر ایک بڑی شہرت حاصل ہونے والی تھی۔ ابن حنبلؒ نے خلق قرآن کے عقیدے کو قبول کرنے سے سختی سے انکار کر دیا جو کہ راسخ اسلامی عقیدے کے خلاف تھا۔ جب المامون کو جو اس زمانے میں طرسوس میں مقیم تھا اس کا علم ہوا تو اس نے حکم دیا کہ ابن حنبلؒ اور ایک اور معترض محمد بن نوح کو اس کے پاس بھیج دیا

جائے۔ چنانچہ ان دونوں کو پابزنجیر کر کے روانہ کر دیا گیا۔ لیکن رقہ سے کوچ کرنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد انہیں خلیفہ کے فوت ہونے کی خبر ملی اس لئے ان دونوں کو بغداد واپس بھیج دیا گیا۔ ابن نوح تو اس سفر میں انتقال کر گئے اور ابن حنبلؒ کو بغداد پہنچنے پر پہلے یاسریہ میں قید کر دیا گیا پھر دار عمارہ کے ایک مکان میں اور آخر کار درب الموصلی کے عام قید خانے میں۔ اگرچہ نیا خلیفہ المعتصم چاہتا تھا کہ احتساب کو بند کر دے لیکن کہتے ہیں کہ معتزلی قاضی احمد بن ابی داؤد نے اسے یہ مشورہ دیا کہ جو موقف سرکاری طور پر اختیار کیا جا چکا ہے اسے ترک کر دینا حکومت کیلئے باعث خطر ہے۔ چنانچہ ابن حنبلؒ کو خلیفہ کے حضور پیش ہونے کا حکم دیا گیا (رمضان ۲۱۹ھ) اب بھی آپ نے خلق قرآن کے عقیدے کو قبول کرنے سے قطعی طور پر انکار کر دیا۔ اس پر آپ کو بہت بری طرح زدو کوب کیا گیا۔ لیکن مجموعی طور پر کوئی دو سال تک قید میں رکھنے کے بعد آپ کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔" (اردو دائرۃ معارف اسلامیہ جلد نمبر۲ صفحہ ۶۲'۳۶)

## آپ کی اولاد:۔

امام صاحب کے دو لڑکے صالح اور عبداللہ تھے۔ صالح ۲۰۳ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ امام صاحب کی فقہی تعلیمات کا بہت سا حصہ انہیں کے ذریعہ آگے منتقل ہوا ہے۔ صالح نے ۲۶۶ھ میں اصفہان میں وفات پائی۔ اس وقت آپ وہاں قاضی کے منصب پر فائز تھے۔ عبداللہ کی ولادت ۲۱۳ھ میں ہوئی۔ انہیں علم حدیث سے بہت زیادہ دلچسپی تھی۔ ان کی وفات ۲۹۰ھ میں ہوئی۔ (اردو دائرہ المعارف اسلامیہ جلد۲ صفحہ ۶۴)

## تصانیف:۔

حضرت امام احمدؒ نے جو کتب تصنیف فرمائی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ '۲۔ الرد علی **الجھمیتہ** والزنادقہ '۳۔ کتاب السنۃ '۴۔ کتاب الصلوۃ '۵۔ مسند من مسائل احمد بن حنبلؒ یہ قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں ہے۔ ۶۔ کتاب الامہ یہ بھی قلمی نسخہ ہے۔ ۷۔ کتاب الورع '۸۔ الناسخ والمنسوخ '۹۔ التاریخ '۱۰۔ المناسک الکبیر '۱۱۔ المناسک الصغیر '۱۲۔ المقدمہ والموخر فی کتاب اللہ '۱۳۔ فضائل الصحابہ

آپ کی تصنیفات و تالیفات میں سے مسند کو جو مقام حاصل ہوا ہے وہ اور کوئی کتاب حاصل نہ کر سکی۔ مسند پہلی مرتبہ ۱۳۱۱ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی اور طبع جدید جو کہ احمد شاکر نے شائع کی ہے۔ ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء سے جاری ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی جو قارئین کیلئے مفید ہے یہ ہے کہ اس کے کسی بھی ایڈیشن میں صفحات آگے پیچھے نہیں ہیں۔ ہر مرتبہ جو ایڈیشن چھپا ہے وہ اسی ترتیب اور جلدوں اور صفحات پر مشتمل ہے اسی لئے اس کتاب کے حوالہ جات تلاش کے لحاظ سے بہت آسان ہوتے ہیں۔

## حضرت اقدس مسیح موعود کی نظر میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا مقام:۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت امام احمد حنبلؒ کا نہایت حسین تذکرہ فرمایا ہے اور دین حقہ کیلئے فقہ کے آئمہ

اربعہ کو چار دیواری کے ساتھ مشابہت دی۔ آپ فرماتے ہیں۔

"یہ چار نام (حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، اور حضرت امام احمد بن حنبل۔ ناقل) اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام ایسا مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیربدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۰۱)

حضرت امام احمد بن حنبل کا یہ عقیدہ تھا کہ صحابہ کے بعد اجماع کا دعویٰ غلط ہے اور جھوٹا ہے۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور دراصل اس لفظ کے ذریعہ اپنے کسی غلط مقصد کی تکمیل چاہتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ آئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے اس فتویٰ کا متعدد مقامات پر ذکر فرمایا۔ مثلاً الحق لدھیانہ، روحانی خزائن جلد نمبر۴ صفحہ ۸، صفحہ ۲۰، حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۴، ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۹۴)

آپ ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ ۲۴۱ھ بمطابق جولائی ۸۵۵ء میں پچھتر برس کی عمر میں بغداد میں فوت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ امام احمد بن حنبل پر بے شمار رحمتیں نازل کرے کہ آپ نے صبر و استقامت کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا اور رہتی دنیا تک حق و صداقت کے شیدائیوں کو مشکلات اور مصائب برداشت کرنے مگر حق کا ساتھ ترک نہ کرنے کا درس دے گئے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

---

## قارئین توجہ فرمائیں!

مجلس انصار اللہ پاکستان کا تربیتی اور علمی مجلہ ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ اپنے تربیتی مضامین اور علمی مقالات سے احباب کی ذہنی، اخلاقی اور علمی نشوونما کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کے تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہے۔ رسالہ کی افادیت کے پیش نظر احباب مندرجہ ذیل طریقوں سے اس رسالہ کی معاونت کر سکتے ہیں۔

(۱) مجلس انصار اللہ کا ہر رکن اس رسالہ کا مطالعہ کرے خود اس کا خریدار بنے۔

(۲) ہر صاحب علم و فضل احمدی کو رسالہ کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائے اور اسے خریدار بنائے۔ پہلے مرحلہ میں ہر رکن ایک خریدار بنائے۔

(۳) تربیتی اور علمی مضامین لکھ کر رسالہ کی معاونت کی جائے۔ مضامین میں حوالہ جات اصل کتب سے ہونے چاہئیں۔

(۴) رسالہ کی ترتیب و تزئین اور مندرجات کیلئے اپنے مشوروں سے بھی معاونت فرماویں۔ ادارہ آپ کے نقد و نظر اور آراء کا خیر مقدم کرتا ہے۔

---

احباب سے درخواست ہے کہ آج سے ہی ان تمام ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی خزائن اور علوم و انوار کو پھیلانے کیلئے جدوجہد کریں۔ ماہنامہ کا سالانہ چندہ صرف ساٹھ روپے ہے اس معمولی زر مبادلہ سے علم و معرفت کے جواہرات آپ کے دامن میں ہوں گے۔ نیز اس ذریعہ سے انصار اللہ کا یہ علمی ترجمان جلد ہی دگنی اشاعت کا ہدف پورا کرے گا۔ (منور احمد جاوید، قائد اشاعت مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

Monthly *Ansarullah* Rabwah

**EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR**

Regd. No. CPL-92 March 1998

# اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ تیار کئے گئے تھے خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بد قسمت ہے وہ جس کا تمام ہمّ و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادت مند لوگو ! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لا شریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع انسان کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے۔ اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔" (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد: ۲۰ صفحہ ۶۳)